رات کہ میں حالت کرب و اضطراب میں نالے کر رہا تھا اور بیتاب تھا تو میرے نالوں اور غموں کو دیکھ کر شمع فروزاں بھی غموں سے جل رہی تھی۔ اس زمین میں مرزا کے معاصرین میں سے بھی بعض لوگوں کی غزلیں موجود ہیں چنانچہ نواب مصطفٰی خاں شیفتہ کی غزل کا یہ مطلع ہے ؎

صبح ہوتے ہی گیا گھر مہ تابان میرا
پنجۂ خور نے کیا چاک گریبان میرا

وحشی سوختہ اختر ہوں مرا حال نہ پوچھ — دُور بھاگے ہے مجھے دیکھ بیابان میرا

میں ایک بد نصیب وحشی ہوں میری حالت کیا پوچھتا ہے وحشی کا گھر بیابان میں ہوتا ہے مگر میری سوختہ اختری اور وحشت کی وجہ سے میرا بیابان بھی مجھے دیکھ کے دور بھاگتا ہے۔ اس سے زیادہ کیا تکلیف ہو سکتی ہے اور اس سے بڑھ کر وحشت کی اور کیا تاثیر ہو سکتی ہے۔

غیر تو اپنی جگہ ہیں جو کبھی میں چاہوں — خود مجھے بھی نہو اندازہ حرمان میرا

غیر سے مراد کوئی دوسرا شخص کوئی دوسری ذات ہے کہتے ہیں کہ بھلا غیروں کو میری حسرت و حرمان کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے غیر تو غیر اب تو حرمان و بد نصیبی کا یہ عالم ہے کہ اگر میں چاہوں تو مجھے بھی اندازہ حرمان نہیں ہو سکتا اور میں خود نہیں معلوم کر سکتا کہ کس قدر بد نصیب ہوں

چشم خونابہ فشاں آج نظر آتا ہے — شفق صبح کے دامن میں گریبان میرا

اے چشم خونابہ افشاں آج مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا گریبان شفق صبح کے دامن میں ٹنکا ہوا ہو یعنی چشم خونابہ افشاں نے اس قدر خونابہ افشانی کی ہے کہ گریبان تک خون میں ڈوب گیا ہے اور اس وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا گریبان شفق صبح کے دامن میں لگا ہے۔

فصل الدی نہ غم دے ہی یہاں پر غالب — نزہت باغ سے بہتر ہے گریبان میرا

نہ یہاں بہار کا موسم اور منظر ہے اور نہ خزاں کا غم ہے اے غالب میرا بیابان

یعنی چمن بیابان میں ہوں وہ بہر صورت باغ کی تر و تازگی سے اچھا ہے اس واسطے کہ باغ میں تو بہار کے بعد ہمیشہ خزاں کا خوف لگا رہتا ہے مگر یہاں بہار ہی نہیں ہے تو پھر کیوں خزاں کا خوف ہوگا۔

ردیف بائے تازی

بسکہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابان خراب — عکس چشم آہوئے رم خوردہ ہے داغ شراب

چونکہ میخانہ بیابان غیر آباد کی طرح ویران ہو رہا ہے تو اب یہاں اگر کوئی شراب کا داغ دکھائی دیتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی آہوئے وحشی رم کرتا ہوا گیا ہے اور حالت رمیدگی میں اس کی آنکھ کا یہ عکس پڑا ہے۔

تیرگی ظاہری ہے طبع موزوں کا نشاں — غافلاں عکس سواد صفحہ ہے گرد کتاب

یہ ظاہر کی تاریکی اور تیرگی طبع موزوں کا نشان ہے اے غافلو گرد کتاب گرد نہیں ہے بلکہ سواد صفحہ کا عکس ہے جو دلیل کمال ہے۔

یک نگاہ صاف صد آئینہ تاثیر ہے — ہر رگ یاقوت عکس خط جام آفتاب

ایک نگاہ صاف سو تاثیروں کا آئینہ بن جاتی ہے دیکھو رگ یاقوت یعنی وہ خط جو یاقوت پر ہیں جام آفتاب کے خط عکس ہیں یعنی جام آفتاب چونکہ نگاہ صاف رکھتا ہے لہذا اس کا اثر بھی یاقوت پر ویسا ہی پڑتا ہے یہ ظاہر ہے کہ معدنیات کی پرورش حرارت آفتاب سے ہوتی ہے۔

ہے عرق افشاں مشی سے ادہم مشکین یار — وقت شب اختر گنے ہے چشم بیدار رکاب

میرے دوست کا رہوار مشکی جو چلنے کی وجہ سے پسینہ میں ڈوبا ہوا ہے اس سے عرق کے قطرے گر رہے ہیں وہ گویا ستارے ہیں اور اس میں رکاب حلقہ چشم ہیں تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ چشم رکاب رات کے وقت اختر شماری کر رہی ہے۔

ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی　　ہے ہر اک اخترِ فلک پر قطرۂ اشکِ کباب

جس کو لوگ شفق سمجھ رہے ہین وہ شفق نہین ہے بلکہ سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی اور بھڑک ہے اور ہر ستارہ ستارہ نہین ہے بلکہ آسمان جو اس آگ کے بھڑکنے سے کباب ہو گیا ہے اس کباب سے پانی ٹپک رہا ہے — اور یہ ستارے وہی قطرے ہین۔

شب کہ تھا نظارگیِ روئے بتان کا اے اسد　　گر گیا بامِ فلک سے صبح طشتِ ماہتاب

اے اسد ماہتاب رات کو بتون کے حسن کا تماشہ دیکھ رہا تھا صبح کو اسی وجہ سے اس کا طشت بامِ فلک سے گر گیا طشت از بام افتادن — راز فاش ہو جانا۔

ہے بہاران مین خزان پرور خیالِ عندلیب　　رنگِ گل آتشکدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب

بہار کے زمانہ مین خیالِ عندلیب خزان پرور ہے یعنی خزان کا آنا محض خیالِ عندلیب پر موقوف ہے وہ جو اپنے پرون کے نیچے رنگِ گل لئے بیٹھی ہے وہ گویا اس نے اپنے پرون کے نیچے ایک آتش کدہ دبا رکھا ہے جو باعثِ تباہیِ چمن ہو گا۔

عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدِنظر　　مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب

عشق ہر حالت مین حسن کی شان کو مدِنظر رکھتا ہے سروِ چمن ایک مصرعِ برجستہ ہے جو عندلیب کے حال پر صادق آتا ہے یہ ظاہر ہے کہ عندلیب ایک عاشق ہے اور مصرعِ سرو چمن ایک معشوق کی شان رکھتا ہے۔

حیرتِ حسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل　　بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب

پھولون کا رنگ تیرے چمن پیرا حسن کی حیرت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بلبل کے بازو لگا کر اُڑ جائے اور اسی ذوق سے وہ بسمل ہو رہا ہے رنگِ گل کو بسمل کہنا بلحاظ رنگینی کے نہایت ہی لطیف بات ہے۔

عمر میری ہو گئی صرفِ بہارِ حسنِ یار　　گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب

ایک ہم ہین کہ ہماری عمر کی عمر اس مین صرف ہو گئی کہ بہارِ حسن دیکھ رہے ہین اور ایک عندلیب ہے جسکے ماہ و سال پلٹتے رہتے ہین کبھی خزان ہوتی ہے اور کبھی بہار ہوتی ہے اور برابر رنگِ چمن اسی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔

منع مت کر حسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے　　بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب

آخر کیا سبب ہے کہ تو ہم کو حسن کی پرستش سے منع کرتا ہے تجکو منع نہ کرنا چاہئے اسواسطے نظارۂ گلشن کی شراب عندلیب کے واسطے حلال ہے اور اس بادہ کشی مین وہ کسی طرح مجرم نہین ہے۔

ہے مگر موقوف بر وقتِ دگر کارِ اسد　　اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب

ایک وقت پر اسد غریب کا کام بھی موقوف ہے کسی نہ کسی وقت وہ بھی ہو ہی جائیگا اے پروانہ کی شبِ عیش اور اے عندلیب کے روزِ وصال ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔

ردیف تائے فوقانی

جاتا ہون جدھر اُٹھتی ہے سب کی اُدھر انگشت　　یکدست جہان مجھسے پھرا ہے مگر انگشت

میری حالت آج کل یہ ہے کہ جہان مین جاتا ہون جدھر جاتا ہون سب میری طرف انگشت نمائی کرتے ہین گویا کہ سارا جہان مجھ سے برگشتہ ہو گیا ہے میری ساتھی صرف انگشت رہ گئی ہے۔

مژگان کی محبت مین جو انگشت نما ہون　　لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت

چونکہ مین عاشقِ مژگان ہون اور مژگان مشابہ ہے تیر سے اس لئے آج جو میرے اوپر انگشت نمائی کی جاتی ہے تو اسی عشقِ مژگان کے اثر سے ہر انگشت مجھے تیر کے مانند معلوم ہوتی ہے۔

ہر غنچۂ گل صورتِ یکقطرۂ خون ہے　　دیکھا ہے کسیکا جو حنا بستہ سرِ انگشت

ہر پھول کی کلی میری نظر مین ایک قطرۂ خون معلوم ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ مین کسی کی انگشت خضابستہ دیکھ چکا ہون گویا وہ انگشت خضابستہ اس قدر میری نگاہ مین بس گئی ہے کہ اب ہر طرف وہی مجکو نظر آتی ہے - اور ہر غنچۂ گل مین وہی صورت دیکھتا ہون -

گرمی ہی زبان کی سبب سوختن جان — ہی شمع شہادت کے لئے سر بسر انگشت

شعلۂ شمع کو شعرا زبان شمع کہا کرتے ہین اس لئے مصنف کہتا ہی کہ گرمی زبان سبب بن جاتی ہی جان کے جلنے کا اور میری اس بات کی گواہی دینے کے لئے شمع ایک انگشت ہے جو برابر اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ بیشک گرمی زبان باعث سوختگی جان ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ شمع بلحاظ زبان گرم زبان ہے اور اسمین سوختگی جان موجود ہے -

خون دل مین جو باقی نہین سے تو عجب کیا — جون ماہی بے آب تڑپتی ہی ہر انگشت

پہلے معشوقون کی انگلیان میرے خون دل مین رنگین ہوتی تھین اور اب میرے دل مین خون نہین رہا اس لئے اُن کی انگلیان مثل ماہی بے آب کے تڑپتی ہین ایسا ہی ایک شعر ہے ؎ غالب

خون ہی دل خاک مین احوال بتان پر یعنی
اُنکے ناخن ہوے محتاج حنا میرے بعد

شوخی تری کہہ دیتی ہی احوال ہمارا — راز دل صد پارہ کی ہی پردہ در انگشت

تیری شوخی ہمارا تمام حال ظاہر کر دیتی ہے گویا کہ تیری انگشت راز دل صد پارہ کی پردہ در ہے اور اس کا پردہ برابر فاش کر رہی ہی یعنی تیری انگلیان جو خون مین ڈوبی ہوئی ہین لوگ اُن کو دیکھتے ہین اور اندازہ کر لیتے ہین کہ ہمارا کیا حال ہی

کس رتبہ مین باریکی و نرمی ہی کہ جون گل — آتی نہین پنجہ مین بس اُسکے نظر انگشت

یہ ایک غلو کا شعر ہے فرماتے ہین کہ نہ معلوم انگشت یار کس قدر نازک اور باریک و نرم ہے کہ گل کی طرح اس کے پنجہ مین کہین انگلیان نظر ہی نہین آتین -

چشم بند خلق جز تمثال خود بینی نہین — آئینہ ہی قالب خشت در و دیوار دوست

تمثال خود بینی یعنی خود بینی ایک ایسی چیز ہی کہ وہ دنیا کی آنکھین بند کر دیتی ہے اور اسی وجہ سے دوست کا جلوہ اُن آنکھون سے مستور و مخفی رہتا ہے مستور و مخفی رہنے کے لئے ضرورت ہے حجابات کی جو دیوار و در ہین اور در و دیوار تیار ہوتے ہین اینٹون سے اینٹین بنائی جاتی ہین سانچے مین - لہذا ان در و دیوار کے واسطے بھی جنھون نے جلوۂ دوست کو چشم دنیا سے مخفی اور مستور کر رکھا ہے اینٹین چاہئین تو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اینٹین جن سے یہ در و دیوار تیار ہوتی ہین اُس آئینہ کے سانچہ مین بنتی ہین جس سے خود بینی کی جاتی ہے یعنی خود بینی جلوۂ دوست کو نظر خلق سے پوشیدہ کر دیتی ہے -

برق خرمن زار گوہر ہی نگاہ تیز یان — اشک ہو جاتے ہین خشک از گرمی رفتار دوست

ایک نگاہ تیز ہمارے موتیون کے خرمن مین برق خاطف کا کام کرتی ہی یعنی دوست کی گرم رفتاری سے آنسو خشک ہو جاتے ہین آنسوؤن کو موتیون سے تشبیہ دیتے ہین اور یہ عام تشبیہ ہے -

ہی سوا نیزے پہ اُسکے قامت نوخیز سے — آفتاب صبح محشر ہی گل دستار دوست

دوست کے دستار پر جو ایک پھول ہی وہ آفتاب صبح محشر ہے جو سوا نیزے کے اوپر آ گیا ہے اور سوا نیزہ گویا اس کا قد ہے -

اے عدوے مصلحت چندے بضبط افسردہ رہ — کردنی ہی جمع تاب شوخی دیدار دوست

اے مصلحت کے دشمن بیتاب نہو ضبط کر اور حالت ضبط سے چند روز تک افسردہ رہ کیونکہ تجکو شوخی دیدار دوست کی تاب جمع کرنے کی ضرورت ہی اگر تو بے صبر ہوگا تو پھر

شوخی دیدار دوست کی تاب لانا دشوار ہو جائے گا۔

لغزش مستانہ جوش تماشا ہے اسدؔ   آتش مے سے بہار گرمی بازار دوست

دوست کے حسن کی گرم بازاری آتش مے کے سبب سے ہے جس سے لغزش مستانہ اور جوش تماشا کا وجود پیدا ہوا اور یہی دونوں چیزیں حسن دوست کی گرم بازاری کا کام دے رہی ہیں یعنی حسن ان دونوں کی وجہ سے چار چند ہو گیا ہے۔

نہیں گر بہ کام دل خستہ گردون   جگر خائی جوش حسرت سلامت

اگر آسمان ہمارے دل خستہ کے مقصد کے موافق گردش نہیں کرتا۔ اگر وہ ہمارا دردمند اور غمخوار نہیں ہے تو ہم کو کوئی غم نہیں۔ ہمارے جوش حسرت کی غمخواری اور دردمندی ہمارے لئے مبارک ہو جو ہر وقت ہمارے حال پر عنایت فرماتی رہتی ہے۔ اصل نسخہ میں جگر خواہی ہے۔

دو عالم کی ہستی پہ خط وفا کھینچ   دل و دست ارباب ہمت سلامت

دونوں عالم کی ہستی پر خط وفا کھینچ دے اور ان کی کوئی اصل نہ سمجھ خدا کرے ارباب ہمت کا دل اور ہاتھ سلامت رہے یعنی وہ ہاتھ جو خط وفا کھینچتا ہے۔

نہ اوروں کی سنتا نہ کہتا ہوں اپنی   سر خستہ دشوار وحشت سلامت

نہ اپنی کہتا ہوں نہ اوروں کی بات سنتا ہوں۔ خدا کرے میرا سر جسے وحشت نے خستہ بنا دیا ہے سلامت رہے۔

وفور بلا ہے ہجوم وفا ہے   سلامت ملامت ملامت سلامت

بلا کی زیادتی ہے اور وفا کا ہجوم ہے ملامت سلامت رہے کہ سلامت ملامت سے ہے

نہ فکر سلامت نہ بیم ملامت   ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت

نہ سلامتی کی فکر ہے اور نہ ملامت کا ڈر ہے۔ میری حیرت از خود رفتہ ہو گئی ہے اور ان باتوں کی حدود سے گزر گئی ہے۔

رہے غالب خستہ مغلوب گردون   یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت

اے حضرت غالب بیچارہ آسمان کے جور و ظلم کا شکار رہا ہے اور آپ اسکی فریاد نہیں سنتے اور داد کو نہیں پہنچتے آخر یہ کیا بے نیازی ہے۔

ردیف ثائے مثلثہ

ہے ہوس محمل بدوش شوخی ساقی مست   نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث

ہوس ساقی مست کی شوخی پر محمل باندھ کر رخصت ہو رہی ہے لہذا نشۂ مے کے خیال سے ساقی کی نگہبانی ایک فضول اور بیکار سی بات ہے۔

جبکہ نقش مدعا ہو وے نہ جز موج سراب   وادی حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث

یعنی جب حالت یہ ہے کہ نقش مدعا ہی اصل میں ایک سراب اور دھوکا ہے تو پھر کس امید پر حسرت کے جنگل میں دوڑے دوڑے اور مارے مارے پھرئیے اس سے کیا فائدہ ہے۔

دست برہم سودہ ہے مژگان خوابیدہ اسدؔ   اے دل از کف دادۂ غفلت پشیمانی عبث

اے اسدؔ وہ ہاتھ جو تو افسوس سے مل رہا ہے وہ بھی مژگان خوابیدہ کا کام دے رہے ہیں غفلت تیرا دل ہاتھ سے لے گئی ہے اب کیا تو پشیمان ہو رہا ہے۔ ان مہمل باتوں سے کیا نتیجہ ہے تیری پشیمانی بھی غفلت سے مشابہ ہے۔

ناز لطف عشق باوصف توانائی عبث   رنگ ہے سنگ محک دعوائے یکتائی عبث

یعنی توانائی ہوتے ہوئے عشق کے لطف کا ناز کرنا بالکل فضول اور بیکار بات ہے

رنگ سنگ محک کی طرح ہے اُس رنگ پر شیشہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے سنگ محک کسوٹی کے پتھر کو کہتے ہین جسپر سونے کے کھرے کھوٹے ہونے کا اندازہ کرتے ہین۔ یعنی تیرے رنگ سے اس کا ثبوت نہین ہوسکتا کہ تو عاشق ہے سنگ محک پر بھی تک آجاتا ہے مگر اس سے وہ کوئی شیشہ نہین بن جاتا۔ وہی پتھر کا پتھر رہتا ہو۔

ناخن دخل عزیزان بکقلم ہو نقب زن   پاسبانی طلسم گنج تنہائی عبث

جب دخل احباب و اعزا کا ناخن اس مین رخنہ انداز ہو رہا ہو پھر تنہائی کے طلسمی خزانے کی نگہبانی فضول ہے یعنی جب تک کہ عزیز و اقارب سے تعلقات جاری او وابستہ ہین اُس وقت تک یہ دعوے کہ ہم گوشہ نشین ہین بیکار ہین اور خزانہ طلسم تنہائی کی حفاظت لایعنی اور لاحاصل ہو۔

محمل پیمانۂ فرصت ہے بردوش حباب   دعویٰ دریاکشی و نشہ پیمائی عبث

حباب کی صورت کہتے لئے معلوم ہوتا ہو کہ پیمانہ فرصت نے محمل سفر تیار کر رکھا ہو اور آمادۂ وداع ہے۔ پھر اس صورت مین دریا نوشی و بادہ پیمائی کا دعویٰ بیکار او فضول نہین تو اور کیا ہے۔

طبع عاشق حامل صد غلبۂ تاثیر ہے   دل کو اے بیداد گر تعلیم خارائی عبث

عاشق کی طبیعت پر سو تاثیرون نے غلبہ کر رکھا ہے اور سیکڑون طرح سے وہ متاثر ہوچکی ہے پھر اے ظالم تو اپنے دل کو بیکار سختی کی تعلیم دے رہا اس سے کیا فائدہ ہے۔

یک نگاہ گرم ہو چون شمع سرتاپا گداز   بہر از خود رفتگان رنج خودآرائی عبث

ایک نگاہ گرم محبوب سر سے پاؤن تک شمع کی طرح گداختہ کردے گی۔ پھر ان لوگون کے لئے جو از خود رفتہ ہین یہ خودآرائی اور اپنی زینت کرنا کس کام کا جہان معشوق کی ایک تیز نگاہ پڑی اور یہ شمع کی طرح گداختہ ہو کر رہ گئے۔

قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہو کر سوئے دشت   بنگیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث

میری ہمسری اور ہم چشمی کرکے قیس غریب کو آخر کار شہر سے جنگل کی طرف بھاگنا پڑا خواہ مخواہ اس نے میری تقلید کی اور بیکار دیوانہ ہوا بھلا اس کو میری تقلید کی کیا ضرورت تھی۔

اے اسد بیجا ہی ناز سجدۂ عرض نیاز   عالم تسلیم مین یہ دعوی آرائی عبث

اے اسد سجدۂ عجز پر یہ غرور کرنا زیبا نہین ہے اہل دل کا یہ کام نہین عالم تسلیم مین دعویٰ بہت بری اور فضول چیز ہے۔

ردیف جیم

معزولی تپش ہوئی افراط انتظار   چشم کشادہ حلقۂ بیرون در ہی آج

میرے انتظار کی افراط اور زیادتی میری تپش کے لئے باعث معزولی بن گئی ہی اور میری وہ آنکھ جو انتظار مین وا ہو کر رہ گئی ہے وہ دروازہ کے باہر کی زنجیر بن گئی ہے جس کی وجہ سے اب تپش داخل ہو ہی نہین سکتی ہو چشم کشادہ کا حلقۂ در سے تشبیہ دینا نہایت ہی موزون اور مناسب ہے۔

حیرت فروش صد نگرانی ہے اضطرار   سررشتہ چاک جیب کا تار نظر ہے آج

میری بیقراری سو انتظارون کی حیرت فروشی کر رہی ہے یعنی آئینۂ صد انتظار بن گئی ہے اور وہ گریبان جس کو مین نے عالم بے قراری مین چاک کیا ہے وہ آج میرے تار نظر کا کام دے رہا ہے۔ یعنی میری نظر کا تار گریبان کا تار بن گیا ہے۔

ہون داغ نیم رنگی شام وصال یار   نور چراغ بزم سے جوش سحر ہے آج

میری شام وصال بھی آئی تو وہ بھی اپنے رنگ مین کامل نہین اس کے اندر بھی ایک

نیم رنگی کا عالم ہے جو مجھے داغ دے رہا ہے اور پریشان کر رہا ہے چراغ بزم کے نور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن نکلنے والا ہے اور اب صبح کا اجالا ہو چلا ہے - لہذا رات اپنے رنگ مین کامل نہین -

کرتی ہو عاجزی سفر سوختن تمام   پیراہن خسک مین غبار شرر ہو آج

عاجزی میرے جلنے کے سفر کو تمام کر رہی ہے اور مجکو جلائے دیتی ہے یہ میرے لئے ایسی ہے جیسے تنکے کے دامن مین شرر کا غبار جا پڑے اور وہ غبار اس کے سفر سوختن کو تمام کر دے لفظ غبار محض سفر کی رعایت کے لئے لایا گیا ہے -

تا صبح ہے بہ منزل مقصد رسیدنی   دود چراغ خانہ غبار سفر ہے آج

صبح کے وقت تک مجھے اپنی منزل مقصود پر پہونچنا ہے گھر کے چراغ کا دہوان مجھے غبار سفر معلوم ہوتا ہے منزل مقصود خواہ صبح کے ہونے ہی کو قرار دے لیجئے - خواہ موت کو کہ صبح تک مین تمام ہو جاؤن گا - اور اپنی زندگی کا سفر تمام کر دون گا -

دور اوفتادہ چمن فکر ہے اسد   مرغ خیال بلبل بے بال و پر ہے آج

اے اسد آج میرا مرغ تخیل چمن فکر سے دور پڑا ہے اور بے بال و پری کے عالم مین ہے یعنی آج مجھ سے کوئی فکر غزل نہین ہو سکتی -

جنبش گلبرگ سے ہو گل کے لب کو اختلاج   حب شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہو علاج

پھول کی پنکھڑیون کو جو جنبش ہوتی ہے وہ گویا گل کے لب کو اختلاج ہوتا ہے اور باد صبا جو ہر صبح پھول پر قطرۂ شبنم گراتی ہے وہ گویا ہر صبح اس اختلاج کے لئے حبوب کھلاتی ہے - اگرچہ محض خیالی مضمون ہو لیکن نہایت خوب کہا ہو -

شاخ گل جنبش مین ہو گہوارہ آسا ہر نفس   طفل شوخ غنچہ گل بسکہ ہو وحشت مزاج

پھولون کی شاخ ہر وقت گہوارہ کی مانند ہل رہی ہے اور یہ محض اس وجہ سے ہو کہ

طفل شوخ غنچہ نہایت ہی وحشی مزاج ہو لہذا اُس کو سلانے کے لئے یہ سامان ہوتا ہے -

سیر ملک حسن کر میخانہا نذر خمار   چشم مست یار سے ہو گردن مینا یہ باج

میخانون کو چھوڑ ان مین کیا دہرا ہے اُنہین نذر خمار کر کے دیار حسن کی سیر دیکھ گردن مینا چشم مست معشوق کی فرمان بردار اور باجگذار ہو اور اُسکے سامنے کوئی چیز نہین -

گریہ ہائے بیدلان گنج شرر در آستین   قہرمان عشق مین حسرت سے لیتے ہین خراج

بیدلون کے نالے جن کی آستین مین شرارے پنہان ہین یہ اپنے عشق کے قہرمان مین حسرت سے ہمیشہ خراج وصول کرتے ہین گنج شرر در آستین ہو اسواسطے کہا کہ آنسو ہمیشہ آستین سے پونچھے جاتے ہین اس لحاظ سے گویا شرارون کا ایک خزانہ آستین مین پنہان ہے حسرت سے خراج وصول کرنا حسرت سے فائدہ اٹھانا - یعنی بیدلون کے نالے ہمیشہ اپنی حسرتون سے متمتع ہوتے رہتے ہین -

ہو سواد چشم قربانی مین یک عالم مقیم   حسرت فرصت نے بخشا بسکہ حیرت کو رواج

قربان ہونے والے کی آنکھ کی سیاہی مین ایک عالم نظر آتا ہے کیونکہ حسرت کی فرصت نے حیرت کو رواج دیدیا اور پھیلا دیا ہے لہذا اس کی آنکھون مین ایک دنیائے حیرت نظر آتی ہے -

اے اسد ہو مستعد شانہ گشتن بہر زلف   پنجہ مژگان بخون بالیدنی رکھتا ہو آج

اے اسد پنجہ کو آج تازگی و نازیبا اور بجا ہے کیونکہ وہ زلف کے لئے آج سراپا شانہ بننے کے لئے تیار ہے پنجہ مژگان کو شانہ سے تشبیہ دینا بہت لطیف ہو -

ردیف جیم فارسی

جنون آئینہ مشتاق یک تماشا ہے   ہمارے صفحہ پہ بال پری سے مسطر کھینچ

آئینہ کا جنون ایک تماشا چاہتا ہے یعنی مشتاق ہے کہ کوئی اس کو دیکھے لہذا ہمارے آئینہ پر جو ایک صفحہ سادہ کی صورت ہے چاہئے کہ پری کے پرستے سطر کھینچی جائے تاکہ کم سے کم اس کو نظر آئے کہ کوئی حسین مجکو دیکھ رہا ہے۔

خمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسد　　دلِ گداختہ کے میکدے مین ساغر کھینچ

اے اسد ساقی کے احسانات کا اگر یہی خمار ہے تو اس جھگڑے کو چھوڑ اور اس شراب احسان سے جس کا خمار اتنا گران ہے بے نیاز ہوجا اور اپنے دل گداختہ کے شراب خانے مین ساغر پی اور اوسی پر قناعت کر۔

اے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ　　جون بوئے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ

اے دل گل کی مانند وحشت مین گریبان تار تار کے ناز نہ اٹھا بلکہ بوے غنچہ کی طرح آرام کے ساتھ ایک ٹھنڈی اور راحت کی سانس لے یعنی اپنی دیوانگی کا اظہار نہ کر بلکہ غنچہ کا انداز اختیار کر۔

یک مشت خون ہے پرتوِ خور سے تمام دشت　　دردِ طلبِ آبلۂ نادمیدہ کھینچ

سورج کی سنہری کرنون کے عکس سے تمام جنگل ایک مشت خون بن کر رہ گیا ہے لہذا تجکو بھی لازم ہے کہ آبلۂ نادمیدہ کا انتظار کرے اور اس کا درد طلب برداشت کرے جیسے کہ جنگل آبلۂ آفتاب کے انتظار مین سراپا خون ہے۔

برقِ بہار سے ہون مین پا در حنا ہنوز　　اے خارِ دشت دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ

برق بہار نے میرے پاؤن مین مہندی لگادی ہے جس کی وجہ سے مین اُٹھ اور چل نہین سکتا اے خار دشت خدا کے لئے اُس شوق کا جو میرے پاس سے رم کر رہا ہے دامن کھینچ لے۔

بیخود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید　　یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ

عبرت کی چشمک زنی سے چشم صید بیخود ہو رہی ہے تجکو چاہئے کہ وہ ٹھنڈی سانس جو تونے اس کی ہمدردی مین یا اس چشمک عبرت کے لطف اٹھانے کی وجہ سے نہین بھری ہے ایک داغ اٹھائے۔ مطلب یہ ہے کہ عبرت کا لطف جو تونے ابتک نہین اُٹھایا اس کا تجکو افسوس کرنا چاہئے۔

دریا بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسد　　ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ

اے اسد دریا ایک فرش یا ایک دسترخوان ہے جس پر سیلاب کو دعوت دی گئی ہے تجکو چاہیے کہ دماغ رسیدہ کی بارگاہ مین ساغر نوش کرے یعنی تجکو چاہئے کہ تو اس سمجھ جانے کی خوشی کرے۔

قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ　　رفتار نہین بیشتر از لغزشِ پا ہیچ

تو وادیِ ہستی کی مسافت طے کرے یا قصرِ فنا مین آرام کرے یہ دونون چیزین بیکار اور مہمل ہین اگر سچ پوچھتا ہے تو کوئی رفتار لغزش پا سے اچھی نہین ہے لغزش پا سے مراد مستی ہے۔

خوش بود فارغ ز بندِ کفر و ایمان زیستن
غالب
حیف کافر مردن و آوخ مسلمان زیستن

حیرت ہمہ اسرار پہ مجبورِ خموشی　　ہستی نہین جز بستنِ پیمانِ وفا ہیچ

حیرت ایک چیز ہے جو تمام تر اسرار ہے مگر خموشی نے اس کو مجبور کردیا ہے اس لئے اُس سے کسی راز کا اظہار نہین ہوسکتا اور اس کے مقابلہ مین ہستی صرف ایک بستن پیمان وفا کا درجہ رکھتی ہے باقی کچھ بھی نہین ہے۔

تمثالِ گدازِ آئینہ ہے عبرتِ بینش　　نظارہ تحیر چمنستانِ بقا ہیچ

وہ آئینہ جو تصویر کو گداختہ کردیتا ہے وہ بینش کے لئے ایک سامان عبرت ہے۔ نظارہ کچھ بھی نہین اور چمنستان بقا بالکل ہیچ ہے یا یہ کہ بینش کی عبرت ایک آئینہ تمثال

گداز ہوا اور اسی کی وجہ سے نظارہ ایک تحیر ہے اور چمنستان بقا ہیچ ہے۔

گلزار دمیدن شررستان رمیدن — فرصت تپش و حوصلۂ نشو و نما ہیچ

اُگنے یعنی پیدا ہونے کا گلزار رمیدن یعنی بھاگنے اور چلے جانے کا ایک شررستان ہے اس کی فرصت صرف تپش کا درجہ رکھتی ہے جو بالکل بے قیام شے ہے اور اس کی نشو و نما کا حوصلہ سراسر ہیچ اور بیکار ہے۔

کس بات پہ مغرور ہے اے عجز تمنا — سامان دعا وحشت و تاثیر دعا ہیچ

اے تمنا کے عجز و الحاح آخر تجھے کس بات کا غرور ہے دعا کا سامان سراسر وحشت ہے اور دعا کی تاثیر ہیچ ہے لہذا تیرا ہر غرور بیجا اور فضول ہے۔

آہنگ اسد مین نہین جز نغمۂ بیدل — "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"

اسد کی آواز مین نغمۂ بیدل کے سوا اور کچھ نہین ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ دنیا تمام ہمارا افسانہ کہہ رہی ہے اور ہم جو اپنے آپ کو دیکھتے ہین تو ہم کچھ بھی نہین۔

ردیف ح

دعوئ عشق بتان سے گلستان گل و صبح — ہین قیبانہ بہم دست و گریبان گل و صبح

گلستان مین گل اور صبح کو عشق بتان کا دعوی ہے اور دونون عشق بتان کے مدعی ہین اور رقیبون کی طرح دونون کے دونون باہم دست و گریبان ہو رہے ہین چونکہ صبح گریبان گل کو چاک کرتی ہوا اس وجہ شبہ کے سبب سے اس کو ہاتھ اور گل کے چاک کو گریبان فرض کیا گیا۔

ساق گلرنگ سے اور آئینۂ زانو سے — جامہ زیبون کے سدا ہین تہ دامان گل و صبح

ساق بلورین کو گل سے اور آئینۂ زانو کو صبح سے تشبیہ دی گئی ہے کہتے ہین کہ ساق اور

آئینۂ زانو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گل و صبح دونون معشوقون کے دامن کے نیچے ہین۔

وصل آئینہ رخان ہم نفس یک دیگر — ہین دعاہاے سحرگاہ سے خواہان گل و صبح

گل اور صبح آئینہ رخون کے وصل کے طالب ہین اور دونون کو اس کی ہم نفسی کی تمنا ہے اور صبح کی دعاؤن کے ذریعہ سے اس کی استدعا کرتے رہتے ہین۔

آئینہ خانہ ہے صحن چمنستان یکسر — بسکہ ہین بیخود و وارفتہ و حیران گل و صبح

چمنستان اس سرے سے اس سرے تک ایک آئینہ خانہ بن کر رہ گیا ہے کیونکہ گل اور صبح دونون بیخود اور وارفتہ اور حیران ہین اور انہین کی حیرانی سے یہ صورت پیدا ہو گئی ہے۔

زندگانی نہین بیش از نفس چند اسد — غفلت آرامی یاران پہ ہین خندہ زنان گل و صبح

زندگانی چند نفس سے زیادہ نہین ہے اہل زمانہ جو غفلت مین پڑے ہوئے آرام کر رہے ہین ان پر گل اور صبح دونون خندہ زن ہین صبح اور پھول دونون چند نفس سے تعبیر کیے جاتے ہین۔

ردیف دال

تھی نگہ میری نہان خانۂ دل کی نقاب — بیخطر جیتے ہین ارباب ریا میرے بعد

میری نگاہ نکتہ رس اچھی طرح نہان خانۂ دل کی ہر چیز کو سمجھ رہی اور معلوم کر رہی تھی اور اس کو تمام رازہاے درون سینہ معلوم تھے۔ گویا میری نگاہ نقاب تھی اب جو مین نہین ہون تو اہل ریا کو کوئی خوف و خطر باقی نہین رہا اور مزے سے زندگی گزار رہے ہین اسی مضمون کو فارسی مین یون کہا ہے۔

نگہم نقب ہمی زد بہ نہان خانۂ دل
مژدہ باد اہل ریا را کہ زمیدان رفتم

تھا مین گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ   متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد

جیسے گھاس کی بندش سے پھول ایک جگہ جمع رہتے ہین اور ان کا گلدستہ بنا رہتا ہے بالکل اُسی طرح میرے ہونے سے میرے احباب ایک گلدستہ کی صورت جمع تھے میرے نہ ہونے سے میرے تمام رفیق پریشان ہو گئے۔

طرفہ موزونی ہے صرف جنگجوئی ہائے یار   ہے مصرع صاف تیغ خنجر مستزاد

یار کی جنگجوئی اور سامان حرب ایک عجیب قسم کی موزون چیز ہے اس نے جو تلوار اور خنجر دونون باندھ رکھے ہین وہ دونون خاصے شعر معلوم ہوتے ہین گویا کہ ایک تیغ ایک مصرع ہے اور خنجر اس پر الفاظ مستزاد کا کام کر رہا ہے۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگجوئی مین بڑی موزونی صرف ہو گئی ہے۔

ہاتھ آیا زخم تیغ یار سا پہلو نشین   کیون نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد

زخم تیغ یار سا ایک پہلو نشین اس کے ہاتھ آگیا ہے لہذا آج بے کسی کی روح شاد نہ ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے یعنی بیکسی کو ایک رفیق تو ملا۔

کیجیے آہوے ختن کو خضر صحرائے طلب   مشک ہے سنبلستان زلف مین گرد سواد

سنبلستان زلف گویا ایک منزل مقصود ہے جہان ہم کو پہونچنا ہے مگر وہان پہونچنے کے واسطے ایک رہنما کی ضرورت ہے لہذا ہم کو چاہئے کہ آہوے ختن کو اپنا خضر بنالین کیونکہ اس شہر کا گرد سواد مشک ہے۔ گرد سواد وہ جو شہر کے قریب ایک غبار اور ایک دھوان سا معلوم ہوا کرتا ہے۔

ہم نے سو زخم جگر پہ بھی زبان پیدا نہ کی   گل ہوا ہے ایک زخم سینہ پہ خواہان داد

گل کا اور اپنا مقابلہ کر کے کہا ہے کہ ایک ہم ہین کہ سیکڑون زخم جگر کھائے اور زبان سے آہ تک کی اور گل کو دیکھئے کہ ایک زخم سینہ پہ کھایا ہے اور اس سے بے قرار ہے دنیا سے

اس کی داد طلب کر رہا ہے۔

بسکہ ہین در پردہ مصروف سیہ کاری تمام   آستر ہے خرقۂ زہاد کا صوف مداد

یہ زاہدان گوشہ نشین چونکہ بڑے ہی سیہ کار اور مکار ہین اور در پردہ ہمیشہ سیہ کاریون مین مصروف اور مشغول رہتے ہین تو گدڑی کا استر ایسا سیاہ ہو کر رہ گیا ہے جیسے سیاہ روشنائی کے صوف ہوتے ہین یہ اس سیہ کاری کا اثر ہے جو در پردہ کی جاتی ہے۔

تیغ بر کف کف بلب آتا ہے قاتل اس طرف   مژدہ باد اے آرزوے مرگ غالب مژدہ باد

ہاتھ مین تلوار ہے غصہ سے منہ مین کف بھرے ہوئے ہین اور قاتل جوش شوق قتل مین چلا آرہا ہے اے مرگ غالب تجھے مبارک ہو۔ مبارک باد کی وجہ یہ ہے کہ تجھے کوئی بہانہ نہ ملتا تھا۔

تو پست فطرت اور خیال بسا بلند   اے طفل خود معاملہ قد سے عصا بلند

تو پست فطرت ہے اور تیرے خیال اس قدر بلند ہین کہ حد و انتہا نہین اے طفل خود غرض اس پست فطرتی پر یہ خیال ایسے معلوم ہوتے ہین کہ جیسے کوئی اپنے قد سے اونچی لاٹھی لئے ہوتا ہے جو نہایت ناموزون اور بری معلوم ہوتی ہے۔

ویرانئ جز آمد و رفت نفس نہین   ہے کوچہ ہائے نے مین غبار صدا بلند

کوئی ویرانی آمد و رفت نفس سے زیادہ دنیا مین نہین ہے یہی ویرانی بڑی ویرانی ہے۔ دیکھ لو کرنے مین اسی آمد و رفت نفس کی وجہ سے غبار صدا بلند ہو رہا ہے اگر آمد و رفت نفس نہ ہو تو یہ غبار صدا بلند نہ ہو تو معلوم ہوا کہ باعث ویرانی یہی آمد و رفت نفس ہے۔

رکھتا ہے انتظار تماشائے حسن دوست   مژگان باز ماندہ سے دست دعا بلند

حسن دوست کی دید کا انتظار اُن پلکون سے جو چشم باز ماندۂ عاشق مین ہین دست

بلند کر رہا ہے گویا کہ یہ پلکین دست دعا ہین جو بلند ہو رہے ہین اور دیدار کی دعا ئین مانگ رہے ہین۔

موقوف کیجئے یہ تکلف نگاریان ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگ حنا بلند

آپ یہ جو ہاتھ پاؤن پر منہدی سے ازراہ تکلف نقش و نگار بناتے ہین بہتر یہی ہے کہ نہ بنائیے ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اب کوئی دم مین رنگ حنا کا شعلہ بلند ہو جائے گا اور دنیا مین آگ لگ جائے گی۔

قربان اوج ریزی چشم حیا پرست یک آسمان ہے مرتبہ پشت پا بلند

اُس کی چشم حیا پرست کی اوج بخشی کے قربان جائیے کس قدر اس کی حیا پرستی مین اوج بخشی کی تاثیر ہے کہ بوجہ حیا و شرم جو اس نے گردن جھکا رکھی ہے اور وہ نگاہ پشت پا پر پڑ رہی ہے تو اس کے اثر کی وجہ سے پشت پا کا مرتبہ ایک آسمان کی برابر بلند ہو گیا ہے۔

ہے دلبری کمینگر ایجاد یک نگاہ کار بہانہ جوئی چشم حیا بلند

دلبری گھات مین لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح ایک نگاہ ایجاد ہو جائے مگر اس کی چشم حیا پرست برابر بہانہ جوئی مین مصروف ہے اور ایک نگاہ کی بھی روادار نہین ہے خدا اس کو مرتبہ بلند عطا کرے۔

بالیدگی نیاز قدِ جانفزا اسد در ہر نفس بقدر نفس ہے قبا بلند

بالیدگی اور نشو و نما اس کے قد جانفزا کی نیاز مند ہو اور اُس پر قربان ہے۔ مین دیکھ رہا ہون کہ ہر نفس مین بقدر نفس اس کی قبا بلند ہوتی جا رہی ہے۔ بوجہ بالیدگی کے۔

حسرت دستگہ و پائے تحمل تا چند رگ گردن خط پیمانۂ بے مُل تا چند

یہ مقدرت کی حسرت اور یہ پائے تحمل کا ارمان تا کجے یہ سب فضول ہو اس کی مثال

ایسی ہے کہ جیسے ایک بغیر شراب کے خالی پیالے مین خط پڑا ہوتا ہے آخر اس کا وجود کب تک رہیگا یہ سب مہمل حرکتین ہین نہ پائے تحمل سے کچھ ہوتا ہے اور نہ حسرت مقدرت سے کچھ ہو سکتا ہے۔

ہے گلیم سیہ بخت پریشان کاکل موئینہ بافتن ریشۂ سنبل تا چند

اُسکے نصیبے کی گلیم سیاہ پریشان کاکل ہو رہی ہے سنبل کہان تک یہ موئینہ بافی کرے گا اور کہان تک اس حال پریشان کو چھپائے گا۔ موئینہ کسی اونی چیز کو یا اون کو کہتے ہین موئینہ بافی اون کا کپڑا بننا سنبل کی پریشانی کو گلیم سیہ بخت اور اُس کی پیچیدگی کو موئینہ بافی کہنا بے انتہا لطیف ہے۔ مطلب یہ ہو کہ پریشان حالی چھپائے چھپ نہین سکتی۔

کوکب بخت بجز روزن پر دود نہین عینک چشم جنون حلقہ کاکل تا چند

ہمارے نصیب کا تارہ سوا سے روزن پر دود کے اور کوئی نہین ہے۔ روزن پر دود تک رسائی ہو تو نصیبہ چمکے یہ حلقۂ کاکل کا خیال جو ہمارے چشم جنون خیز کا حلقہ بنا ہوا ہے اس سے کب تک کام چلے گا اور کس وقت تک یہ ہمارا ساتھ دے گا۔

چشم بے خون دل و دل تہی از جوش نگاہ بزبان عرض فسون ہوس گل تا چند

آنکھ مین خون دل نہین اور دل مین جوش و شوق نگاہ نہین۔ پھر جب یہ کیفیت ہو تو ہوس گل کی یہ فسون خوانی کب تک کام آئے گی اور کیا کرے گی بالکل فضول ہو عرض شوق سے کیا کام چل سکتا ہے اور ہوس گل کا کام کیا ہے اور کس کو اس کا دماغ ہو یہ جو ہوس گل صرف زبان سے عرض فسون کاری کر رہی ہے یہان اس سے کیا کام نکل سکتا ہے۔ اس کے لئے دیدۂ پر خون اور دل پر ذوق چاہئے۔

بزم داغ طرب و باغ کشاد پر رنگ شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند

بزم صرف ایک داغ طرب ہے اور باغ صرف مرغ رنگ کی کشاد پر ہے یہ دونون چیزین انتہائی تکلیف دہ ہین لہذا کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے شمع و گل پر اور

کیا کہا جا سکتا ہے بلبل و پروانہ کے بارے مین - اب بھلا یہ دونون کب تک بچارہ سکتے ہین اور ان کے قیام کی کیا امید ہو سکتی ہے -

نالہ دامِ ہوس و درد اسیری معلوم   شرح بر خود غلطیہائے تحمل تا چند

نالہ صرف ایک دام ہوس ہے اور درد اسیری کی حالت جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے یعنی بہت جانگداز ہے یہ تحمل جو برابر کیا جا رہا ہے بیکار ہے اے شرح بر خود غلطی ہا اسکو چھوڑ تحمل کب تک کیا کرے گی تو کچھ کام کر - شرح بر خود غلطی ہا کو مخاطب کرنا نہایت لطف رکھتا ہے یا یہ کہ نالہ اور درد اسیری کی حالت جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ایک دام ہوس ہے اور ایک بالکل ہیچ لہذا اس تحمل کی دانستہ غلطیون کی شرح کہان تک کیجائے

جوہر آئینہ فکر سخن سمجھے دماغ   عرض حسرت پس زانوئے تامل تا چند

اے جوہر آئینہ کچھ فکر کر اور اس بات کے ادا کرنے اور کہنے کی فکر کر جو تیرے لئے ہوئے دماغ بنکر تکلیف دے رہی ہے آخر تو زانوے تامل کے پیچھے بیٹھ کر تا کجے عرض حسرت کیا کرے گا یا یہ کہ آئینہ زانوے تامل کے جوہر دماغ کے لئے تکلیف دہ ہو گئے ہین اس حالت مین اس آئنہ کے پیچھے بیٹھکر کہان تک عرض حسرت کیا کرون -

---

سادگی ہے عدم قدرت ایجاد غنا   ناکسی آئینۂ ناز - توکل تا چند

بے نیازی یا مقدرت اور ثروت کی ایجاد پر قدرت نہ رکھنا کوئی بڑی اچھی بات نہین ہے بلکہ حقیقتاً یہ سادگی اور بے وقوفی ہے اے توکل تو اس ناکسی نالایقی اور بیقدری کو کب تک اپنے لئے آئینہ ناز بنائے رہے گا - یہ بات تیری حماقت مین شمار ہوگی -

اسد خستہ گرفتار دو عالم اوہام   مشکل آسان کن یک خلق تغافل تا چند

غریب درد مند اسد کو لاکھون اوہام نے گھیر رکھا ہے اور پریشان ہو رہا ہے اے دنیا بھر کی مشکلون کے آسان کرنے والے کب تک یہ تغافل برتے گا اور کب تک اسد کو

ان اوہام باطلہ مین جو اس تغافل سے اس کے دل مین بھرے ہوئے ہین گرفتار رکھے گا -

بہ کام دل کرین کس طرح گمرہان فریاد   ہوئی ہے لغزش پا لکنت زبان فریاد

جو لوگ گمراہ ہین وہ اپنے دل کی خواہش کے مطابق کس طرح فریاد کر سکتے ہین اُن کی لغزش پا جس نے انھین گمراہ کر دیا ہے وہ اُن کے لئے لکنت زبان بن گئی ہے اور کچھ کہنے نہین دیتی - واصیبتا -

کمال بندگی گل ہے رہن آزادی   ز دست مشت پر و خار آشیان فریاد

وہ کمال جو گل کی بندگی مین ہونا چاہئے آزادی کے بدلے رہن ہے خدا بُرا کرے اس مشت پر اور آشیان کے تنکون کا جسنے اُس کو رہن آزادی بنا رکھا ہے مشت پر سے بے پروا آزاد اور خار آشیان آشیان کے تنکے سے مراد لی گئی ہے پہلے مصرع کے الفاظ نہایت ہی گنجلک ہین جو مطلب کو صحیح ادا نہین ہونے دیتے اسیر بندگی گل اور اضافتون نے اور بھی ستم توڑا ہے - مطلب یہہ ہے کہ ہمکو سراپا بندہ گل ہونا چاہئے نہ کہ مطیع مشت پر و آشیان

نوازش نفس آشنا کہان ورنہ   برنگ نے ہے نہان در ہر استخوان فریاد

میری ہر ہڈی مین فریاد اس طرح بھری ہوئی ہے جیسے نے کے اندر نغمہ بھرا ہوتا ہے مگر مجھے کوئی ایسا آشنا نہین ملتا جو اپنے نفس سے مجھے پُر صدا کرے اور نوازش فرمائے - نوازش نفس مین ایک نہایت ہی لطیف ایہام ہے جو دو نون معنی دے رہا ہے بجانا اور مہربانی کرنا -

پُر ہون مین شکوون سے یون راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑئیے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

تغافل آئینہ دار خموشی دل ہے   ہوئی ہے محو بہ تقریب امتحان فریاد

اُن کا تغافل یعنی جان بوجھ کر غفلت کرنا میری خموشی کا آئینہ دار ہے گویا میرا

امتحان ہو رہا ہے اور اس امتحان کی تقریب نے میری خموشی کو محو کر دیا ہے اسلئے تغافل خاموشی دل کا آئینہ دار بن گیا ہے۔

ہلاک بےخبری نغمۂ وجود و عدم ــــ جہان و اہل جہاں سے جہان جہان فریاد

اہل جہان اپنی بیخبری سے ہلاک ہین اور نغمۂ وجود و عدم گا رہے ہین کیا کہا جائے ان بیخبرون کو فریاد ہے اس جہان اور اس جہان والون سے فریاد ہے اور بہت فریاد ہے۔

جواب سنگدلیہاے دشمنان ہمت ــــ زدست شیشہ دلیہاے دوستان فریاد

شاعر سنگدلی ہاے دشمنان کو بیان کرتا اور کہتا ہے کہ جواب سنگدلی ہاے دشمنان تو ہمت کرتا ہو ہین اپنے دشمنون کو اپنی ہمت سے جواب دے سکتا ہون اور پھر افسوس کرتا اور کہتا ہے کہ ہاے دوستون کے دل کو بالکل شیشہ ہین مگر وہ میرے دشمنون کی سنگدلی سے زیادہ ہین۔ اُن کا جواب نہین دیا جا سکتا۔ اور ہمت سے وہان کام نہین نکل سکتا فریاد ہے۔

ہزار آفت و یک جان بے نواے اسد ــــ خدا کے واسطے اے شاہ بیکسان فریاد

ہزار آفتین ہین اور غریب اسد کی ایک جان بے نوا ہے خدا کے واسطے اے شاہ بیکسان امداد کیجئے۔ فریاد ہے۔

ردیف راے مہملہ

اسد اے بےتحمل عربدہ بیجا ہے ناصح سے ــــ کہ آخر بیکسو نکا زور چلتا ہے گریبان پر

اس شعر کو صاف کر کے اس طرح کہا گیا ہے اور یہی اس کی شرح ہے۔

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا اگر اسنے شدت کی ــــ ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریبان پر

خط نوخیز نیل چشم زخم صافی عارض ــــ لیا آئینہ نے حرز پر طوطی بہ چنگ آخر

میرے معشوق کا خط نورستہ نیل ہے جو رخسارہ پر اسلئے کھینچ دیا ہے کہ اسکو نظر بد نہ لگے اور چشم بد کور ہو جائے یا رخسار ایک آئینہ مصفےٰ تھا۔ اُس نے پر طوطی سے تعویذ حفاظت حاصل کیا ہے آئینہ کو طوطی سے یہ تعلق ہے کہ آئینہ کے سامنے طوطی کو رکھ کر بولنا سکھاتے ہین۔

ہلال آسا تہی رہ گر کشادہاے دل چاہے ــــ ہوا مہ کثرت سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر

اگر تجھے دل کی کشادگی کی تمنا ہے تو ہلال کی طرح تہیدست رہ۔ اسی کے مقابلہ پر ماہ یعنی چودہوین کے چاند کو دیکھ کر سرمایہ اندوزی نور سے اس کی کیا حالت ہے اسکی کشادگی بالکل جاتی رہی ہے اور وہ تنگ ہو گیا ہے۔ تنگ ہونا ایک یہ کہ اُس مین کشادگی کی گنجایش نہین رہی دوسرے یہ کہ رنجیدہ اور تنگدل ہے۔

تڑپ کر مر گیا وہ صید بال افشان کہ مضطر تھا ــــ ہوا ناسور چشم تعزیت زخم خدنگ آخر

وہ شکار جو پھڑپھڑا رہا تھا تڑپ کر مر گیا۔ اس غمسے زخم خدنگ ناسور چشم تعزیت بن گیا یعنی زخم تیر ناسور چشم تعزیت کے مانند ہمیشہ بہتا رہا

لکھی یارونکی بدمستی نے میخانے کی پامالی ــــ ہوئی قطرہ فشانی ہاے باران سنگ آخر

یارون کی بدمستی نے میخانے کو پامال اور ویران کر دیا اور مے سے جو انہون نے قطرہ فشانی کی اُس قطرہ فشانی نے باران سنگ کا کام دیا یعنی شراب ضائع اور بیکار گئی اور میخانہ تباہ و برباد ہو گیا۔ قطرہ فشانی سے مراد لہو و لعب مین چھینٹے اڑانا۔

اسد پردے مین بھی آہنگ شوق یار قائم ہے ــــ نہین ہے نغمے سے خالی خمیدنہاے چنگ آخر

اے اسد اس پردے مین بھی آواز شوق یار اس مین موجود ہے۔ خمیدنہاے چنگ نغمے سے خالی نہین ہے یعنی وہ خمیدہ ہو گیا ہے مگر اس پردہ مین بھی وہی شوق قائم ہے میرے نزدیک پردے کے بجاے یہان پیری کا لفظ ہو گا جس کی وجہ سے خمیدنہاے چنگ نہایت ہی بامعنی ہو جاتا ہے اگرچہ پردہ چنگ کو بھی غلط نہین کہا

جا سکتا مگر پھر بھی مشکوک ہے۔

دیا یاروں نے بیہوشی میں درماں کا فریب آخر　　ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر

یاروں نے بیہوشی میں مجھے علاج کا فریب دیا یا چارہ گر کو میرے علاج کرنے کا فریب دیا نتیجہ یہ ہوا کہ میں سکتے کی وجہ سے دستِ طبیب میں آئینہ بن کر رہ گیا یعنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کر چارہ گر حیرت کے ساتھ مجھے دیکھ رہا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا حیران ہے۔ میں اُسکے ہاتھ میں آئینہ کی طرح ہوں۔

رگِ گل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے　　ملینگے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر

رگِ گل گل کی پتیوں کے اندر نازک نازک ریشے کو کہتے ہیں شاعر اُسی سے تارِ نگاہ کی تشبیہ دیتا اور کہتا ہے کہ رگِ گل اور جادۂ تارِ نگاہ دونوں آخر میں بالکل یکساں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اور بلبل منزلِ الفت پر پہونچکر ملیں گے کیونکہ وہ جادۂ رگِ گل کی منزل ہے اور میرا تارِ نگاہ بھی ویسا ہی جادہ ہے لہذا پہونچنا دونوں کو ایک ہی جگہ ہے۔

غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بیقرارانہ　　نیاز بال افشانی ہوا صبر و شکیب آخر

میں اپنی زندگی بھر ضبط کرتا رہا اور کبھی بازوے طلب نہیں ہلائے یا اضطراب میں بال افشانی نہیں کی مگر کیا کیا جاے کہ یہ غرورِ ضبط نزع کے وقت بیقراروں کی طرح ٹوٹ ہی گیا اور وہ صبر و شکیب سب اس وقت کی بال افشانی یعنی تڑپ اور کرب کی نذر ہو کر رہ گیا۔

اسد کی طرح میری بھی بغیر از صبحِ رخساراں　　ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب آخر

جیسے غریب اسد کی شامِ جوانی یوںہی گزر گئی اور کبھی کسی صبحِ رخسار کا وصل اُس غریب کو نصیب نہوا ایسے ہی اے دلِ حسرت نصیب میری بھی شامِ جوانی نامرادی میں گزر گئی۔ یہین صنعتِ تجرید ہے یعنی اسد کوئی اور ہے قائل کوئی اور ہے۔

فسون یکدلی ہے لذتِ بیدادِ دشمن پر　　کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر

دشمن کے دل میں جو میرے اوپر ظلم کرنے کی لذت بھری اُس سے یکدلی اور دوستی کا شبہ ہوتا ہے کیونکہ بجلی جس کے دل میں میرے خرمن کے برباد کرنے کی لذتِ بیداد جاگزین ہے وہ اس طرح وجد میں آ کر اور جھوم جھوم کر میرے خرمن پر گر رہی ہے جیسے تسخیر کا عمل کر دیا ہو اور کوئی کسی کے عشق و محبت میں بیتاب پھرے کیا خوب خیال ہے سبحان اللہ

تکلف خارِ خارِ التماسِ بیقراری ہے　　کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر

خود پیراہن سیتے کے وقت انگشتِ سوزن کے اوپر ایک رشتہ لپیٹ دیتا ہے اور یہ ایک قسم کا تکلف ہے مگر یہ تکلف دراصل اس بے قراری کا عرض کرنا ہے جو پیراہن یا سوزن کے دل میں بھری ہوئی ہے اور جو دلکے چاک ہونے کی خبر دیتی ہے۔

یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے پیش از مرگ واویلا　　رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر

کہتا ہے کہ دیوانے آخر یہ کیا وحشت ہے اور کیا جنون ہے یہ تو پیش از مرگ واویلا والا مضمون ہے شیون و ماتم کیا جاتا ہے کسی کے مرنے کے بعد مگر قربان جائیے آپ کی وحشت کے کہ آپ نے زنجیر کے گھر کی بنیاد ہی شیون کے اوپر رکھی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب زنجیر بنانے والا بنائے گا تو ساتھ ہی اس میں صدا بھی پیدا ہوگی کیا کہی اور کتنی اچھی تخئیل ہے یہ کہ گویا خانۂ زنجیر کی بنا ہی شیون و ماتم پر ہے۔

شیشۂ آتشین رُخ پر نورِ　　عرق از خط چکید روغنِ مور

اُس کا رُخ پر نور شیشۂ آتشی ہے گویا اُس کے خط سے جو عرق ٹپک رہا ہے وہ روغنِ مور نکل رہا ہے خط کو مور سے تشبیہ دی ہے۔

بسکہ ہوں بعد مرگ بھی نگراں　　مردمک سے ہے خال بر لبِ گور

چونکہ مجھے بعد فنا بھی انتظار ہے اور میری آنکھیں منتظر ہیں لہذا میری پتلی میرے لب گور پر ایک خال سیاہ معلوم ہوتی ہے۔

بار لاتی ہے دانہائے سرشک　　مژہ ہے ریشۂ رز انگور

مژگان انگور کی شاخ کی طرح لدی ہوئی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خوشہ ہائے انگور ساتھ ہی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اسکے دانہائے انگور اشک ہین۔

ظلم کرنا گدائے عاشق پر　　نہین شاہان عشق کا دستور

جو لوگ کشور حسن کے حکمران ہین اُن کے یہان یہ دستور نہین ہے کہ بیچارے عاشق پر جو فقیر ہوتا ہے ظلم و ستم روا رکھین یہ بڑی زیادتی ہے۔

دوستو مجھ ستم رسیدہ سے　　دشمنی ہے وصال کا مذکور

اے دوستو مجھ ستم کش کے سامنے کوئی وصل کا ذکر نہ کرو یہ میرے ساتھ دشمنی ہے کیونکہ مین یہ سنکر اور زیادہ مضطرب اور بیقرار ہوتا ہون۔ وصال کے ذکور مین تنوع معانی ہے جس کو یہ بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ میرے لئے وصل کی تدبیرین اور فکرین ہرگز ہرگز نہ کرو۔ یا یہ کہ اپنے وصل کا ذکر نہ کرو۔ نہایت پر اثر شعر ہے۔

زندگانی پہ اعتماد غلط　　ہے کہان قیصر اور کہان فغفور

زندگی پہ بھروسہ کرنا دراصل ایک بڑی سخت غلطی ہے نہ قیصر باقی رہا نہ فغفور رہا پھر جب ایسے ایسے جلیل القدر بادشاہون کو موت نے نہ چھوڑا تو ہماری کیا حقیقت ہے قیصر زمانۂ سابق مین شاہ روم اور فغفور شاہ چین کا لقب تھا جیسے کہ فراعنہ شاہان مصر کا۔

کیجئے جون اشک اور قطرہ زنی　　اے اسدؔ ہے ہنوز دلی دور

ابھی تو آنسوؤن کی طرح آپ قطرہ زنی کئے جایئے یعنی ابھی تو مدتون تک رواں دواں رہئے کیونکہ ہنوز دلی دور ہے یعنی ابھی مدتون رونا چاہئے تب کہین منزل مقصود پر رسائی ہوگی۔

بسکہ مائل ہے وہ رشک ماہتاب آئینہ پر　　ہے نفس تار شعاع آفتاب آئینہ پر

چونکہ وہ رشک ماہتاب آئینہ پر عاشق ہے اور آئینہ دیکھتا رہتا ہے لہذا اس کی ہر سانس جو آئینہ پر پڑتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آئینہ پر آفتاب کی شعاع پڑرہی۔

بازگشت جادہ پیائے رہ حیرت کہان　　غافلان غش جانکر چھڑکین ہین آب آئینہ پر

بھلا وہ شخص جو راہ حیرت کا مسافر اور رہ نورد ہے اس کی بازگشت کی کیا صورت ہے اور وہ کیونکر پلٹ کر آسکتا ہے۔ غافل بیہوش جان کر آئینہ پر پانی چھڑک رہے ہین قاعدہ ہے کہ جب غش آتا ہے تو منہ پر چھینٹے دیتے ہین کہ ہوش آ جائے اسی لئے کہتا ہے کہ مین کوئی غش تو ہوا نہین ہون کہ مجھے پھر ہوش آ جائے اب میری بازگشت محال ہے یہ بھی رسم ہے کہ مسافر جب سفر کے لئے نکلتا ہے تو اُس کے اقارب و احباب شگون واپسی کے لئے آئینہ پر پانی چھڑکتے ہین کہ بامُراد واپس آ جاوے اسی لئے کہتے ہین کہ غافلون نے یہی سمجھا ہے کہ مین واپس آ جاؤن گا۔ حالانکہ رہ نوردان حیرت کبھی واپس نہین آتے۔ اور اس غشی سے کسی طرح پر ہوش نہین ہو سکتا۔

بدگمان کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری　　بیدلون کو ہے برات اضطراب آئینہ پر

آپ کی خود آرائی عاشق کو بدگمان کرتی ہے لوگ کہتے ہین کہ برات عاشقان بر شاخ آہو خیر یہ تو ہوگا مگر یہ یاد رکھئے کہ بیدلون کو جو حصہ اضطراب تقسیم ہوتا ہے تو حالت خود آرائی مین آئینہ دیکھنے سے ہوتا ہے۔

ناز خود بینی کے باعث خونی صد بیگناہ　　جوہر شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینہ پر

میرے محبوب کی خود بینی کی وجہ سے آئینہ کو ناز ہے اور اسی وجہ سے وہ سیکڑون بلکہ ہزارون بے گناہون کو قتل کرتا ہے اور اتنا خونی ہوگیا ہے کہ اب آئینہ کے جوہر پر جوہر شمشیر بھی رشک سے پیچ و تاب کھاتا ہے۔

مدعی میرے صفائے دل سے ہوتا ہے خجل　　ہے تماشا زشت رویون کا عتاب آئینہ

مدعی یعنی دشمن میرے دل کی صفائی دیکھکر کٹا جاتا ہے اور غصہ کرتا ہے کیا تماشا ہو کر یہ بدصورت آئینہ پر عتاب کرتے ہین۔ حالانکہ ان کی بدصورتی مین آئینہ کا کوئی قصور نہین ہو۔

سدِ سکندر ہو از بہر نگاہ گلر خان — گر کرے یون امر نہی بوتراب آئینہ پر

اگر امر بوتراب نہی کے بارے مین جاری ہو تو آئینہ گلرخون کے لئے سدِ سکندر بنجائے اور وہ اپنی نگاہ کو آئینہ کے پار نہ کرسکین۔

دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے غالب کیا کیا — رکھدیا پہلو بوقت اضطراب آئینہ پر

اے غالب حالت بیتابی مین تم نے دل کو توڑ ڈالا یہ کیا کیا گویا بیتابی کے وقت آئینہ پر پہلو رکھدیا ہے جس سے وہ چور چور ہو کر رہ گیا۔

ہے کسوتِ عروج تغافل کمال حسن — چشم سیہ بہ مرگ نگہ سوگوار تر

حسن کا کمال تغافل کی بلندی کے لئے ایک لباس ہو معشوق کی چشم سیاہ نگاہ کے مرجانے سے سوگوار بنی ہو کسواسطے تغافل نگاہ کے لئے ایک موت کے برابر ہے یعنی تغافل مین نگاہ نہین کی جاتی۔ اور یہی سوگواری چشم سیاہ کا سبب ہے۔

سعی خرام کاوشِ ایجاد جلوہ ہے — جوش چکیدن عرق آئینہ کار تر

یہ جو خرام ناز مین سعی فرمائی جارہی ہے یہ ایجاد جلوہ کے لئے ایک کاوش ہو یعنی یہ کاوش محض جلوہ گری کے واسطے ہے پسینہ اسکی تائید کرتا ہو اور چہرہ کو آئینہ بنا رہا ہے۔

ہر گردباد حلقۂ فتراک بیخودی — مجنون دشتِ عشق تحیر شکار تر

ہر بگولا اس کو حصول بیخودی کے لئے فتراک کا ایک حلقہ معلوم ہوتا ہو یعنی ہر بگولہ اس کے لئے ایک بیخودی کو پھانس رہا ہو اس طرح سے عشق کے جنگل کا مجنون اور زیادہ حیرت کا شکار کر رہا ہے۔ اور دشت گردی سے اوسکی وحشت بڑھ رہی ہے۔

اے چرخ خاک بر سرِ تعمیر کائنات — لیکن بنائے عہد وفا استوار تر

اے آسمان چاہو تو تعمیر کائنات کو خاک مین ملا دے کچھ پروا نہین مگر عہد وفا کی بنا کو اور زیادہ بلند کر جتنا بلند کر سکے۔

ہیچ ہے قدرِ جنون آشفتہ سامانی بغیر — ننگِ وحشت ہے گریبان چاکدامانی بغیر

جب تک پریشانی اور آشفتہ سامانی نہو اوس وقت تک جنون کی کچھ قدر نہین وہ گریبان جس مین چاک دامانی نہو وہ وحشت عشق کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔

پائے بندِ عشق رسمِ دہر سے آزاد ہین — کر رہے ہین ذکر تیرا سبحہ گردانی بغیر

وہ لوگ جو عشق کے پابند ہو چکے ہین وہ زمانہ کی رسوم کی قید سے آزاد ہین انکو یہ ضرورت نہین ہو کہ تیرا ذکر جبھی کرین جب تسبیح لین بلکہ بغیر تسبیح وہ برابر تیرے ذکر مین مشغول ہین۔ کیونکہ وہ عشق کے پابند ہین نہ کہ تسبیح کے۔

محشر آشوبِ رسوائی ہے انداز کرم — مجرمون کا دل نہین رہتا پشیمانی بغیر

یعنی تیرے کرم کا انداز فتنۂ رسوائی کا ایک محشر ہو اگرچہ تونے مجرمون کو انداز کرم بخش دیا ہو مگر وہ اس سے مطمئن نہین ہوے اور پشیمان ہو رہے ہین اور یہی پشیمانی اُن کیلئے ایک آشوب قیامت اور قیامت آشوب ہو اسی قسم کا فارسی کا یہ شعر ہے ؎

ہفت دوزخ در نہاد شرمساری مضمر است
انتقام است اینکہ با مجرم مدارا کردہ

دل کا پہلے خوگر آلام ہونا شرط ہے — کوئی مشکل رہ نہین سکتی ہو آسانی بغیر

یعنی دنیا مین کوئی ایسی مشکل نہین ہو جو آسان نہو سکے مگر اصل یہ ہے کہ پہلے دل کا خوگر آلام ہونا بہت زیادہ ضروری اور لازمی ہو ظاہر ہو کہ جب دل خوگر آلام ہو گیا تو پھر خود بخود ہر مشکل آسان ہو گئی۔ غالب نے خود ہی ایک جگہ اس مضمون کو یون کہا ہو ؎

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسان ہوگئیں

ہو گدائے عجز ہمت اے غرور معصیت　　سنگ خارا بھی نہیں آئینہ حیرانی بغیر

اے معصیت کے غرور تجھے چاہیئے کہ تو عاجزی ہمت کے لئے فقیر بنجائے یعنی تجھے چاہیئے کہ عجز ہمت کو حاصل کرے کیونکہ آئینہ میں جب تک کہ حیرانی نہو وہ سنگ خارا کے درجہ سے بھی گرا ہوا ہے - یا آئینہ تو آئینہ وہ پتھر بھی نہیں

ہو ندامت آشنائے عشق ممکن ہی نہیں　　فکر ایجاد گریبان ذوق عریانی بغیر

یہ ممکن نہیں ہے کہ ندامت عشق کی آشنا ہوجائے اور ایجاد گریبان کا ذوق بغیر ذوق عریانی پیدا ہوسکے یعنی عشق میں عشق کی پیدایش کے ساتھ ہی ذوق رسوائی بھی پیدا ہوتا ہے -

....　　اے اسد دشوار ہے جلنا گرانجانی بغیر

ردیف زائے ہوز

بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز　　وہ سبزہ سنگ پر نہ اگا کوہکن ہنوز

چمن کی ہوا ابھی وفا سے بیگانہ ہے اور یہاں کہیں وفا کا نام نہیں سلے کوہکن کیوں پتھر کے اوپر تو اس سبزہ کو ڈھونڈھتا ہے وہ سبزہ ہنوز پتھر پر نہیں اگا اس فضول کام سے باز آ -

یارب یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا　　ہے ربط مشک داغ سواد ختن ہنوز

اے خدا یہ کس ظالم کی نگاہ کا تیر کھا کر دردمند ہوا ہے کہ آج تک مشک اور داغ سواد ختن کا ربط و ضبط باقی ہے آخر یہ دردمند کس کی نگاہ سے ہوا تھا -

جوں جادہ سر بکوئے تمنائے بیدلی　　زنجیر پا ہے رشتۂ حب الوطن ہنوز

جادہ کی طرح میں کوئے بیدلی کی طرف رخ کئے ہوئے ہوں - اور اسی طرف جارہا ہوں مگر کیا کیا جائے کہ وطن کی محبت کی زنجیر اب تک پاؤں میں پڑی ہے اور اس سے چھٹکارا نہیں ہے اس صورت میں کہ زنجیر حب وطن پاؤں میں پڑی ہے اپنی تشبیہ جادہ سے دینا نہایت ہی نازک خیالی ہے -

میں دور گرد قرب بساط نگاہ تھا　　بیرون دل نہ تھی تپش انجمن ہنوز

میں دور گرد اس وقت بساط نگاہ کے قریب تھا یعنی اس وقت نگاہ میں تھا جبکہ انجمن کی دل کی تپش دل سے باہر بھی نہ آنے پائی تھی یعنی جب دوسرے عشاق موجود بھی نہ تھے اس وقت کا عاشق ہوں -

تھا مجکو خار خار جنون وفا اسد　　سوزن میں تھا نہفتہ گل پیرہن ہنوز

اے اسد مجھے اس وقت بھی بے انتہا جنون وفا پیدا ہوگیا تھا - جب کہ گل پیرہن کا مقام سوزن میں تھا - یعنی کتم عدم میں تھا یعنی میں چاک گریبانی پر اس وقت آمادہ تھا - جبکہ خود دامان و گریبان بھی نہ تھا -

فانوس شمع ہے کفن کشتگان شوق　　در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز

فانوس شمع کشتگان شوق کا کفن بن چکا ہے حالانکہ سوختن کا معاملہ ابھی تک پردہ ہی میں ہے اور اس کا کہیں مذکور بھی نہیں -

کو یک شرر کہ ساز چراغاں کروں اسد　　بزم طرب ہے پردگی سوختن ہنوز

ایک شرر کہاں سے لاؤں کہ چراغاں کا سامان کروں بزم طرب اس وقت تک جلنے کے لیے پردہ بنی ہوئی ہے یا یہ کہ جلنے سے ہنوز پردہ کرتی ہے -

فریب صنعت ایجاد کا تماشا دیکھ　　نگاہ عکس فروش و خیال آئینہ ساز

صنعت ایجاد کے اس فریب کو ذرا غور سے دیکھئے نگاہ عکس فروش ہے اور خیال آئینہ ساز ہے

ظاہر ہی کہ آنکھ مین جو عکس پڑتا ہو وہی ظاہر کرتی ہو یا یہ کہ نگاہ برابر عکس معشوق دکھا رہی ہے اور خیال آئینے تیار کرتا جا رہا ہے یعنی میرے فریب دینے کے لئے دو نون آمادہ ہین

زبسکہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے　　اُڑی ہی صفحۂ خاطر سے صورت پرواز

چونکہ جلوۂ صیاد حیرت آرائی کرتا ہے اور جلوۂ صیاد نے مجھے حیران کر دیا ہے لہٰذا میرے صفحۂ خاطر سے صورت پرواز محو ہو کر رہ گئی ہی۔

ہجوم فکر سے دل مثل موج لرزے ہے　　کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز

فکر کے ہجوم سے دل موج کی مانند کانپتا ہی کیونکہ دل ایک شیشہ کی طرح ہے اور اسکے اندر شراب محبت بھری ہی جو اس قدر تیز اور تند ہے کہ شیشہ کو بھی گلا دیتی ہی اسیوجہ سے فکر اور پریشانی کا ہجوم ہو رہا ہے اور دل موج کی مانند لرز رہا ہی۔

اسد سے ترک وفا کا گمان وہ معنی ہی　　کہ کھینچیے پر طائر سے صورت پرواز

اسد کی طرف سے یہ گمان کرنا کہ یہ ترک وفا کرے گا یہ معنی رکھتا ہی اور اس کی ایسی مثال ہی جیسے طائر کے پر سے پرواز کی طاقت کوئی سلب نہیں کر سکتا اُسی طرح مجھ سے بھی ترک وفا ممکن نہین ہے۔

آئی اک عمر سے معذور تماشا نرگس　　چشم شبنم مین نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز

نرگس غریب ایک عمر سے بینائی سے معذور ہے مگر شبنم جو تمام چمن کا نظارہ کرتی ہے اب تک وہ اندھی نہین ہوئی اور اُس کی آنکھ مین کوئی خار نہ چبھا۔

کیون ہوا تھا طرف آبلۂ پا یارب　　جادہ ہی واشدن پیچش طومار ہنوز

آخر جادہ نے آبلہ پا سے کیون شرط لگائی تھی کہ آج تک کسی ایسے طومار کا کھلنا نامعلوم جس مین کھلنے پر بھی پیچ و تاب باقی ہے طومار کسی لمبے اور لپٹے ہوئے کاغذ کو کہتے ہین جو کہ کھلتے جانے پر بھی لپٹتا رہتا ہے۔

حسن خود آرا کو ہے مشق تغافل ہنوز　　ہے کف مشاطہ مین آئینۂ گل ہنوز

ہنوز حسن خود آرا تغافل کی مشق کر رہا ہے کیونکہ مشاطہ کے ہاتھ مین گل کا آئینہ ہی۔

سادہ و پُرکار تر غافل و ہشیار تر　　مانگے ہی شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز

میرا محبوب کس قدر سادہ ہی اور کس قدر پُرکار اور ہوشیار ہی کہ شمشاد سے شانۂ سنبل کی فرمایش کر رہا ہی حالانکہ جانتا ہے کہ شانۂ سنبل شمشاد کہان سے بہم پہونچائے گا یعنی پرکاری یہ ہے کہ وہ کسیوقت اپنی زینت سے غافل نہین ہی اور سادگی یہ ہی کہ شمشاد سے ایک ایسی چیز کی طلب ہے جو اُسکے لئے محال ہے۔

ساقی و تعلیم رنج محفل و تمکین گران　　سیلی استاد ہی ساغر بے مُل ہنوز

ساقی کا کام یہ ہی کہ رنج کی تعلیم دے رہا ہے اور تمکین و تمکن والے لوگ اپنی تمکین مین مصروف ہین تو گویا کہ خالی پیالہ بے شراب دینا اُستاد کے طمانچہ کا کام دیتا ہے جو شاگردون کو تعلیم دینے کے لئے لگایا جاتا ہے۔

چاک گریبان کو ہی ربط تامل ہنوز　　غنچہ مین دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز

چاک گریبان ابھی تامل سے ربط رکھتا ہی یعنی ابھی چاک نہین ہوا تو گویا ابھی گل کا حوصلہ حالت غنچگی مین گھٹا ہوا تکلیف دے رہا ہی۔

داغ اطفال ہی دیوانہ بہ کہسار ہنوز　　خلوت سنگ مین ہی نالہ طلبگار ہنوز

دیوانہ کہسار مین اب تک طفلان سنگ انداز کی وجہ سے بیقرار اور پریشان ہی کیونکہ پردۂ سنگ مین طلبگار نالہ ہی یا یہ کہ طفلان سنگ انداز کی جدائی مین دیوانہ ہنوز کہسار مین بیقرار ہی کیونکہ نالہ ابھی خلوت سنگ مین اُس کا طلبگار ہی اور وہ اس جدائی کی وجہ سے اُس سے جدا ہے۔

خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز　　دوربین درزدہ ہی رخنۂ دیوار ہنوز

سیل کی وجہ سے میرا گھر اسوقت تک خوگر دیدار بنا ہوا ہے وہ رخنہ جو سیلاب آنے سے دیوار میں پیدا ہوا تھا وہ گویا ایک دیدہ ہیں لگائے ہوئے انتظار دیدار میں بیٹھا ہے

دل کی صدائے شکست ساز طرب ہے اسد　　شیشۂ بے بادہ سے چاہیے قلقل ہنوز

ائے اسد دل کے ٹوٹنے کی آواز ایک ساز طرب ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو شیشہ بے بادہ سے قلقل کا خواستگار رہے گویا دل ایک شیشۂ بے بادہ ہے جس کی صدائے شکست تیرے لئے صدائے قلقل ہے۔

دل میں ہے سودائے زلف مست تغافل ہنوز　　ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سنبل ہنوز

اس شعر میں دو چیزوں کو دو چیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سودائے زلف کو ریشۂ سنبل سے اور ریشۂ سنبل کو مژۂ خوابناک سے کہتا ہے کہ میرے دل میں سودائے زلف اسوقت تک مست تغافل پڑا ہوا ہے اور وہ ریشۂ سنبل معلوم ہوتا ہے جو اس غفلت اور بیخبری کی وجہ سے مژۂ خوابناک بنا ہوا ہے۔

آئینۂ امتحان نذر تغافل اسد　　شش جہت اسباب ہے وہم توکل ہنوز

ائے اسد تو نے آئینہ امتحان کو نذر تغافل کر دیا ہے حالانکہ اسباب شش جہت موجود ہے مگر تو ابھی تک توکل کے وہم وخیال میں گرفتار ہے اور سمجھ رہا ہے کہ میں توکل کر رہا ہوں اس کو تغافل یعنی جان بوجھ کر غفلت کرنا کہتے ہیں۔

کو بیابان تمنا و کجا جولان عجز　　آبلے پا کے ہیں یاں رفتار کو دندان عجز

بھلا کہاں تمنا کا بیابان اور کہاں عجز کی جولانی کوئی نسبت اور مناسبت ہی نہیں آبلے جو پاؤں میں پڑ گئے ہیں وہ رفتار کے لئے دندان عجز بن گئے ہیں یعنی جیسے کہ عاجز ہو کر کوئی دانت نکال دیتا ہے بالکل ایسی ہی صورت ہے کہ رفتار نے سیر بیابان تمنا سے عاجز ہو کر دانت نکال دیئے ہیں یہی عجز کی جولانی ہے۔

ہو قبول کم نگاہی تحفۂ اہل نیاز　　ای دل و ای جان ناز ای دین و ای ایمان عجز

ائے دل وجان ناز۔ ائے میرے عجز کے دین وایمان اہل نیاز کے تحفے کے لئے کم نگاہی کو حکم دے کہ قبول کرے اور اُن غریبوں کے پاس کیا رکھا ہے بس یہی ہے۔

بوسہ پا انتخاب بدگمانی ہائے حسن　　یاں ہجوم عجز سے تا سجدہ ہے جولان عجز

اس میں ایک چھوٹا سا واقعہ درج کیا ہے جیسے کہ ایک عاشق ستم رسیدہ اشتیاق وشوق تمنا سے عاجز ہو کر کسی روز معشوق کے قدموں پر جھک پڑا معشوق کو خیال ہوا کہ یہ پاؤں چومنا چاہتا ہے جب اس کو یہ معلوم ہوا تو کہنے لگا کہ میں اور بوسہ پا استغفر اللہ ایسا کب ہو سکتا ہے بدگمانی حسن کا انتخاب تہمت ہے یہاں تو عجز ونیاز کا اتنا ہجوم ہے کہ عجز کی اگر بہت بڑی دوڑ ہے تو صرف سجدہ تک کیا بوسہ اور کیسی پابوسی۔

حسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز　　عشق نے وا کی ہے ہر اک خار سے مژگان عجز

حسن غنچوں سے چپکے چپکے دزدیدہ نگاہیاں کر رہا اور ناز کے ساتھ نظریں لڑا رہا ہے عشق اس کی دیکھ بھال میں مصروف ہے اور عشق ہر ایک خار سے مژگان عجز بنا کر آنکھیں کھولے یہ تمام باتیں دیکھ رہا ہے غنچوں کے لحاظ سے حسن کی پوشیدہ چشمی کہنا نہایت ہی انسب ہے خار کو مژگان عجز کہنا بھی ایک تازگی رکھتا ہے۔

اضطراب نارسائی مایۂ شرمندگی　　ہے عرق ریزی خجلت جوشش طوفان عجز

نارسائی کی بیقراری باعث شرمندگی ہوتی ہے اور اس شرمندگی سے جو عرق ریزی ہوتی ہے وہ گویا طوفان عجز کی جوشش ہے یعنی طوفان عجز میں جوش اور تلاطم اس طرح سے پیدا ہوتا ہے کہ بیقراری کا اضطراب شرمندگی کا سامان بنتا ہے اور اس شرمندگی کی وجہ سے پسینہ آتا ہے۔

وہ جہاں مسند نشین بارگاہ ناز ہو　　قامت خوباں ہو محراب نیازستان عجز

میرا محبوب جس جگہ بارگاہ ناز میں مسند نشین ہو وہاں تمام سرو قدوں کے قد جھک کر نیازستان عجز کی محراب بن جائیں حاصل کلام یہ کہ جہاں میرا محبوب جلوہ گر ہوگا اس جگہ

بڑے بڑے شمشاد قد از راہ نیاز جھک جائیں گے۔

بسکہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسد گردباد اس راہ کا ہے عقدۂ پیمان عجز

صحرائے محبت کی کوئی حد ونہایت نہیں ہے اور یہ ایک کف دست میدان بے پایاں ہے۔ اس راہ میں جو بگولے نظر آتے ہیں وہ بگولے نہیں ہیں بلکہ عقدے ہیں جو پیمان عجز کے وقت ڈالے جاتے ہیں یعنی عہد کرنے میں یادداشت کے لئے گرہ لگائی گئی تھیں۔

نہ بندھا تھا بعدم نقش دل مور ہنوز تب سے ہے یاں دہن یار کا مذکور ہنوز

یعنی جبکہ عدم میں دل مور کا نقش بھی پیدا نہ ہوا تھا ہم اس وقت سے اس وقت تک برابر دہن یار کا مذکور کر رہے ہیں۔ دہن یار کے مذکور اور دل مور میں بوجہ تنگی اور چھوٹے ہونے کے جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے

سبزہ ہے نوک زبان دہن گور ہنوز حسرت عرض تمنا میں ہوں رنجور ہنوز

میں حسرت عرض تمنا میں مر گیا تھا اُس کا اثر بعد مُردن بھی ظاہر ہے کہ وہ سبزہ جو دہن گور پر اُگا ہے سبزہ نہیں ہے بلکہ نوک زبان گور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں حسرت عرض تمنا میں ابھی تک رنجور ہوں۔

صد تجلی کدہ ہے صرف جبین غربت پیرہن میں ہے غبار شرر طور ہنوز

میری جبین غربت میں سو تجلی کدے پوشیدہ ہیں گویا کہ میرے پیراہن میں اس وقت تک غبار شرار طور مخفی اور موجود ہے جبین غربت میں شائد تجلی کدہ بوجہ درخشانی گرد غربت بتایا گیا ہے جو پیشانی پر موجود ہے۔

زخم دل میں ہے نہاں غنچہ پیکان نگار جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز

میرے دل کے زخم میں ایک نگار (نقش یا معشوق) کے پیکان کا غنچہ مخفی اور مستور ہے لہذا کہا جا سکتا ہے کہ اس ناسور کے پیچھے ایک باغ کا جلوہ یا نگارستان ہے۔

پا پر از آبلہ راہ طلب مے میں ہوا ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز

طلب مے میں دوادوش کرتے کرتے پاؤں میں اتنے آبلے پڑے کہ پاؤں آبلوں سے بھر گیا مگر محرومی کو دیکھئے کہ اس وقت تک ایک دانہ انگور بھی ہاتھ نہیں آیا ہے پاؤں کا آبلوں سے بھرا ہونا اور ایک انگور ہاتھ نہ آنا ایک لطف رکھتا ہے جو طبع سلیم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

گل کھلے غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی سرخوش خواب ہے وہ نرگس مخمور ہنوز

پھول کھلنے لگے بلکہ کھل گئے غنچے چٹکے صبح نمودار ہو گئی مگر ہنوز میرے معشوق کی چشم مخمور مصروف خواب راحت و آرام ہے۔

اے اسد تیرگی بخت سیہ ظاہر ہے نظر آتی نہیں صبح شب دیجور ہنوز

اے اسد میرے نصیب کی تاریکی اس سے ظاہر ہے کہ میری شب دیجور فرقت کی اس وقت تک صبح نہیں ہوئی یا یہ کہ اے اسد بخت سیاہ کی تاریکی ظاہر ہے اور اسکو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ میری شب تاریک غم کی سحر ابھی تک نہیں ہوئی۔

ردیف (س)

کب فقیروں کو رسائی بت میخوار کے پاس تونبی بو دیجئے میخانہ کی دیوار کے پاس

فقیروں کی رسائی بت میخوار کے پاس کب ہو سکتی ہے بس ایک یہی ترکیب ہے کہ میخانے کی دیوار کے پاس ایک تونبی کا درخت بو دیا جائے تونبی چونکہ استعمال شراب میں آتی ہے لہذا یہ وہاں تک پہونچیگی اور چونکہ تونبی فقیروں کے بھی کام آتی ہے اس لئے گویا فقیروں کی ایک چیز کا گزر بت میخوار تک ہو جائے گا۔ ورنہ اور کوئی صورت رسائی کی نہیں ہے یا یہ کہ تونبی چونکہ فقیروں کے پاس رہتی ہے اس لئے جب وہ بڑھے گی اور میخانے کی دیوار سے گزر کر میخانے میں جائے گی تو بت میخوار تک اس کی رسائی ہوگی اور پھر اسی کے

ذریعہ سے فقیر دن کا بھی حصہ مل رہے گا۔

حاصل دلبستگی ہے عمر کوتاہ اور بس　　وقت عرض عقدہ ہائے متصل تار نفس

یعنی دل لگانے کا حاصل بس عمر کوتاہ ہے اور کچھ بھی نہین ہے گویا تار نفس ایک رشتۂ گرہ دار ہے جو دمبدم پیش ہو رہا ہو کر دنیا دیکھ سکے کر دلبستگی سے عمر کے یون ٹکرڑے اڑ جاتے ہین اُس کو بار بار جوڑا گیا ہو تب جاکر یہ صورت بنی ہے تو گویا تار انفاس اُن گرہون کو پیش کر رہا ہے جو متصل رشتۂ عمر مین پڑی ہوئی ہین۔

کیون نہ طوطی طبیعت نغمہ پیرائی کرے　　باندھتا ہے رنگ گل آئینہ بر چاک قفس

پھر کیا سبب ہو کر طوطی طبیعت نغمہ پیرائی نہ کرے جب رنگ گل نے قفس کے سامنے ایک آئینہ رکھ چھوڑا ہے یعنی رنگ گل ایک آئینہ معلوم ہوتا ہے اور آئینہ کو دیکھ کر طوطی نغمہ پردازی مین ہمیشہ مصروف و مشغول ہوتا ہے اسی طرح میری طبیعت بھی جوش مین آجاتی ہے۔

اے ادا فہمان صدا ہے تنگی فرصت سے خون　　ہو بصحرائے تحیر چشم قربانی جرس

اے ادا فہموا ور اے رمز شناسو ذرا اس رمز کو سمجھو کہ وہ جانور جو ذبح ہوتا ہو یا وہ شخص جو مذبوح و قربان ہوتا ہو اُس کی آواز نہ نکلنے کی وجہ کیا ہوتی ہے وجہ یہ ہو کر صحرائے حیرت مین چشم قربانی سے جرس کا کام لیا جاتا ہے اور بس وہان کے لئے یہی جرس ہو۔
دوسرے معنی جو زیادہ قرین قیاس ہین یہ ہین کہ اے ادا فہموا اس بات کو سمجھو کر صحرائے حیرت مین فرصت کی تنگی کی وجہ سے صدا خون ہو کر رہ گئی ہے اور جرس چشم قربانی کی طرح بے صدا ہو کر رہ گیا ہے۔

تیز تر ہوتا ہو خشم تند خویان عجز سے　　ہو رگ سنگ فسان تیغ شعلہ خار و خس

جتنی عاجزی کیجیئے تند خویون کا غصہ اور بھی زیادہ تیز ہوتا ہے دیکھو کر خار و خس جو دلیل عجز ہین وہ شعلہ کی تلوار کے سنگ فسان کے واسطے رگ سنگ بن جاتے ہین جن سے

شعلہ اور تیز ہوتا ہے سنگ فسان وہ پتھر جس پر تلوار چھری وغیرہ تیز کرتے ہین رگ سنگ وہ ہلکی ہلکی لکیرین یا خط جو پتھر پر پڑی ہوتی ہین۔ خار و خس کو دلیل عجز اس واسطے کہا کہ وہ خود ایک نہایت حقیر اور ذلیل چیز ہے یا یہ کہ عاجز ہوتے وقت تنکا دانتون مین دبا لیا کرتے ہین جیسا کہ خود مرزا نے کئی جگہ کہا ہے ؎

نہ آئی سطوت قاتل بھی مانع میرے نالونکو
لیا دانتون مین جو تنکا ہوا ریشہ نیستان کا

یا

داغ پشت دست عجز شعلہ خس بدندان ہے　　اے ہوس مبارک ہو کار عشق آسان ہے

یا

خموشی ریشۂ صد نیستان سے خس بدندان ہو

غرضکہ تنکے کو دلیل عجز ٹھہرانا ایک مضمون معروف ہے اور اکثر جگہ اس مضمون کو مرزا نے کہا ہو

سختی راہ محبت منع دخل غیر ہے　　پیچ و تاب جادہ ہو یان جوہر تیغ عسس

یعنی راہ محبت کی سختی خود غیرون کو اس مین داخل ہونے سے باز رکھتی ہے یہان کے جادۂ راہ کا پیچ و تاب تیغ عسس کے جوہر کا کام دیتا ہے۔ عسس کو توال کو کہتے ہین جو محافظت شہر و اہل شہر کے لئے ہوتا ہے اسی لئے وہ جوہر تیغ عسس برابر سیاست مین مشغول ہو اور کسی غیر کو اس راہ پر نہین آنے دیتا۔

اے اسد ہم خود اسیر رنگ و بوئے باغ ہین　　ظاہراً صیاد ناداں ہے گرفتار ہوس

اے اسد اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم خود اسیر رنگ و بوئے باغ ہو کر رہتے ہین اور صیاد نادان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے گرفتار کر رکھا ہے یہ بالکل خیال خام ہو اس طرح وہ خود قید ہو

دشت الفت مین ہے خاک کشتگان محبوس بس　　پیچ و تاب جادہ ہو خط کف افسوس بس

دشت الفت مین بس کشتون کی خاک قید ہو اور کچھ بھی نہین جادے کا پیچ و تاب سمجھو بلکہ یہ محبوسون کے دست افسوس کے خطوط نمایان ہو رہے ہین جو برابر اپنے حال پر افسوس کر رہے ہین

دست افسوس وہ ہاتھ جو افسوس سے ملے جائیں۔

ہے تصور میں نہاں سرمایہ صد گلستان   کاسۂ زانو ہے مجکو بیضۂ طاؤس بس

میرے تصور میں سرمایہ صد گلستان پوشیدہ اور مخفی ہے اور میں جو اپنے کاسۂ زانو پر محو تصور ہو کر سر جھکائے ہوئے ہوں تو یہ کاسۂ زانو میرے لئے بیضۂ طاؤس بن گیا ہے جس میں سیکڑوں رنگ مخفی و مستور ہیں بیضۂ طاؤس سے کاسۂ زانو کو اس لئے تشبیہ دی کہ اس میں رنگا رنگی ہوتی ہے اور اسی رنگینی اور رنگا رنگی کو سرمایۂ صد گلستان کہا گیا ہے۔

کفر ہے غیر از وفور شوق رہبر خواستن   راہ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس

سوائے وفور شوق کے کسیکو اپنا رہنما اور رہبر بنانا گناہ اور کفر ہے راہ صحرائے حرم میں صرف جرس کو ناقوس سمجھنا چاہیئے کیونکہ جرس سے وفور شوق نمایاں ہے۔ لہذا یہی رہبر ہے ناقوس کی ضرورت نہیں ہے۔

یک جہان گل تختۂ مشق شگفتن ہے اسد   غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس

ایک زمانہ کے باغ اور گل تختۂ مشق شگفتن بنے ہوئے ہیں یعنی زمانہ بھر میں پھول کھل رہے ہیں مگر اے اسد غنچۂ خاطر ابتک افسردہ ہے اور وہ کسی طرح نہیں کھلتا اس کو برابر اپنی افسردگی سے اُنس ہے اور افسردگی ہی میں خوش ہے۔

کرتا ہے یاد بت رنگین دل مایوس   رنگ نظر رفتہ حنائے کف افسوس

میرا مایوس دل اُس بت رنگین ادا کی یاد میں اس رنگ زمانہ کو جو نظر کے سامنے سے غائب ہو چکا ہے اپنے کف افسوس کے لئے حنا بنا رہا ہے اور اس سے دست افسوس کو زینت دے رہا ہے حاصل یہ ہے کہ رنگ رفتہ زمانہ کی وجہ سے کف افسوس مل رہا ہوں اور اس بت رنگین ادا کو یاد کر رہا ہوں۔

تھا خواب میں کیا جلوہ نظر جوش زلیخا   ہے بالش دل سوختگان میں پر طاؤس

یعنی خواب میں زلیخا نے کونسے ایسے جلوۂ نظر جوش کو دیکھا تھا کہ آج تک دل سوختہ لوگوں کے تکیہ میں پر طاؤس بھرے جاتے ہیں یا یہ کہ کونسا ایسا جلوہ دیکھا تھا کہ اس نے نظر کو جوش میں ڈال دیا تھا۔ یا یہ کہیے دیوانگان عشق اور دل سوختگان غم کے تکیوں میں پر طاؤس بھرے ہیں۔ انھیں میں سے کوئی جلوہ وہ بھی ہوگا یا یہ کہ دل سوختگان کے بالش میں پر طاؤس ہیں جن میں بہت سے رنگ ہیں اور ان کی نظر جوش نہیں کہاتی زلیخا کو ایسے کونسے جلوے نے محو بنا دیا تھا کہ وہ خواب ہی میں دیکھ کر دیوانی ہو گئی تھی۔

حیرت سے رخ دوست کے از بسکہ ہیں بیکار   خور قطرۂ شبنم میں ہے جون شمع بہ فانوس

چونکہ جلوۂ رخ دوست نے حیران کر دیا ہے اور اسی وجہ سے وہ بیکار ہو گیا ہے تو اب آفتاب قطرۂ شبنم کے اندر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ شمع پردہ فانوس میں چھپی ہوتی ہے

دریافتن صحبت اغیار غرض ہے   اے نامہ رسان نامہ رسان چاہئے جاسوس

مطلب ہے کہ وہ یعنی نامہ بر یہ دیکھ آئے کہ اُس کی اغیار سے کیسی صحبت رہتی ہے اور کیونکر گزرتی ہے لے نامہ بر نامہ بر جاسوس ہونا چاہیئے۔
یا یہ کہ نامہ بر ایسا ہو جو غیر کی صحبت میں بار پا سکے اور وہاں کے حالات معلوم کر سکے لہذا نامہ بر کو جاسوس ہونا چاہئے۔

ہے مشق اسد دست گہ وصل کی منظور   ہوں خاک نشین انہیکے ادراک قدمبوس

اے اسد مجھے منظور یہ ہے کہ قدرت وصل کی مشق کروں اس واسطے ادراک قدمبوسی کے لئے خاک نشین ہو رہا ہوں کیونکہ یہ صورت بھی ایک وصل کی صورت ہے اور یہ اول مشق دستگاہ وصل ہے۔

ہوئی ہے بسکہ صرف مشق تمکین بہار آتش   بہ انداز حنا ہے رونق دست چنار آتش

آگ چونکہ بہار کی مشق تمکین میں مصروف ہے تو چنار کے ہاتھ پر (جو پتوں سے مراد ہے) حنا کی طرح لگ رہی ہے۔ چنار کے پتے کو شعرا پنجۂ چنار کہتے ہیں اور غالب

کہ اس کو سُرخ بھی مانا ہو۔

نہ نکلے بے گداز موم ربط پیکر آرائی   نکالے کیا نہال شمع بے تخم شرار آتش

بغیر گداز موم کے پیکر آرائی اُس سے ہو ہی نہین سکتی ظاہر ہے کہ نہال شمع مین جب تک تخم شرار نہ بویا جاے گا اُس وقت تک آگ نہین نکل سکتی۔

خیال دود تھا سر جوش سوداے غلط فہمی   اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار آتش

دہوین کے خیال سے میرے سوداے غلط فہمی کا سر چکرا جاتا اور اس مین ایک قسم کا جوش پیدا ہو جاتا ہے اگر کہین آگ کے اندر خاکستر نشینی کا غبار موجود نہ ہوتا یعنی میری غلط فہمی کو اس کے دہوین سے طرح طرح کے خیال پیدا ہو جاتے مگر خیریت ہوئی کہ آگ مین اس کی خاکستر نشینی کی وجہ سے ادھ غبار بھی موجود ہے جو عشاق یا اس قسم کے لوگون مین نہین ہوتا اس لئے اب کوئی غلط فہمی اس کی طرف سے نہین ہو۔

ہواے پر فشانی برق خرمنہاے خاطر ہے   ببال شعلہ بتیاب ہے پروانہ زار آتش

آگ کے دل مین پر فشانی کی ہوا سماگئی ہے اور یہ اُس کے واسطے برق خرمن بنی ہوئی ہو گویا وہ اُس کے بازو ہین اور اُن بازوون کی وجہ سے وہ پروانہ زار بن گئی ہے یعنی یہی اڑنے کی خواہش اُس کے لئے برق خرمن ہو کہ اس کے وجود کو جلا رہی ہے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ شعلہ افشانی ہی آگ کو آگ بناتی اور جلاتی ہے۔

نہین برق و شرر جز وحشت و ضبط تپیدن ہا   بلا گردان بے پروا خرامی ہاے یار آتش

برق و شرر دونون کیا ہین یہ ضبط و تپیدن کی وحشت کے سبب سے پیدا ہوئی ہین گویا آگ یار کی بے پروا خرامی پر بلا گردان ہو رہی ہو یعنی آگ کی وحشت اور ضبط تپیدن کی وجہ سے یہ دونون چیزین پیدا ہوتی ہین۔

دہوین سے آگ کے اک ابر دریا بار پیدا ہو   اسد حیدر پرستون سے اگر ہووے دو چار آتش

صاف شعر ہے کہ اگر آگ ہم حیدر پرستون کے مقابلہ پر آکر کوئی گزند پہونچانے کا ارادہ کرے تو اس کے دہوین سے اک ابر دریا بار پیدا ہو جاے اور وہ خود اس سے نقصان اٹھاے یا کچھ بھی نہ کر سکے۔

بہ اقلیم سخن ہی جلوہ گرد سواد آتش   کہ ہے دود چراغان سے ہیولاے مداد آتش

آگ اقلیم سخن مین گرد سواد کا جلوہ معلوم ہوتی ہے یعنی اقلیم سخن کی گرد سواد وہی گرد سواد وہ دہوان یا وہ غبار جو منزل کے قریب دکھائی دیا کرتا ہو تو گویا آتش کے جلوہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقلیم سخن کے قریب آ پہونچے اور یہ قرب اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش سے چراغ جلتے ہین اور چراغون کے دہوین سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہیولاے مداد یعنی روشنائی کا مادہ ہے جو سخن کی منزل سے بہت ہی نزدیک کر دیتا ہو۔ دود چراغ کو ہیولاے مداد کہنا ایک خاص لطف رکھتا ہو اس لئے کہ ایک تو ظاہری صورت سے وہ تاریک ہے اور روشنائی سے اشبہ ہے دوسرے اسی دہوین کے کاجل سے روشنائی تیار کی جاتی ہے نہایت پیچیدہ اور معمانما خیال ہے جیسے کہ ع

مگس کو باغ مین جانے نہ دیجیو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

کرے ہے لطف انداز برہنہ گوئی خوبان   بہ تقریب نگارشہاے سطر شعلہ یاد آتش

آتش سطر شعلہ لکھ لکھ کر یا سطر شعلہ لکھنے کی تقریب مین انداز برہنہ گوئی یعنی صاف گوئی اور فاش گوئی خوبان یاد کر رہی ہے یا یہ کہ معشوقون کی عریان نویسی سطر شعلہ سے آگ کو نظر یاد دلاتی ہے

دیا داغ جگر کو آہ نے رنگ اور شگفتن کا   نہ ہو بالیدہ غیر از جنبش دامان باد آتش

آہ نے میرے داغ کو رنگ دیا اور رنگ بھی شگفتن کا کہ جس سے وہ گل کی طرح شگفتہ ہو گیا سچ ہے آگ پر جب تک دامان باد نہ جھپکا یا جاے اُس وقت تک اُس مین شگفتگی اور بالیدگی پیدا نہین ہو سکتی ہے۔ گویا میرا داغ جگر آگ ہے اور آہ دامان باد ہے۔

اسد قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر ترسا کو
شرار سنگ بت ہی بر بنائے اعتقاد آتش

اے اسد حیدر کرار کی یہ دستگاہ اور یہ قدرت قابل دید ہے کہ بت پرستی چونکہ آپ کے نزدیک ممنوع ہے اور اس کی پاداش میں بت پرستون کو آگ مین جلایا جائے گا اس لئے خود بتون کے پتھر سے آگ نکلنے لگی اور وہ ہر بت پرست کے لئے عذاب آتش بن گئی گویا شرار سنگ بت وہ آگ ہے جس سے اعتقاداً آپ نے خوف دلایا تھا۔

ردیف (ع)

شمع سے ہی بزم انگشت تحیر در دہن
شعلۂ آواز خوبان پر بہ ہنگام سماع

شمع کی وجہ سے بزم انگشت حیرت در دہان معلوم ہوتی ہے اور یہ حیرت شعلۂ آواز خوبان کے سماع کی وجہ سے ہے۔

چمن پر طاؤس جوہر تختہ مشق رنگ ہے
بسکہ ہو وہ قبلۂ آئینہ محو اختراع

وہ قبلۂ آئینہ چونکہ اداؤن کا اختراع کر رہا ہے اس لئے جوہر آئینہ کا ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے اور گویا وہ تختہ مشق رنگ بن گیا ہے اور پر طاؤس کی سی رنگینی پیدا کر دی ہے جوہر کے رنگ کا تغیر اس کی درخشانی اور تابانی کی وجہ سے ہے۔

رنجش حیرت سرشتان سینہ صافی پیشکش
جوہر آئینہ ہی یان گرد میدان نزاع

حیرت سرشتون کی رنجش عام لوگون کی سی رنجش نہین ہے اور ان کا کوئی کام عوام سے ملتا جلتا نہین ہے وہ قطعاً اُن سے جدا ہے ان کی رنجش مین سینہ صافی ہے گویا انکے نزاع کے میدان کی گرد جوہر آئینہ سے ہے۔

چار سوے دہر مین بازار غفلت گرم ہی
عقل کے نقصان سے اُٹھتا ہی خیال انتفاع

یعنی زمانہ کے ہر گوشہ مین غفلت کا بازار گرم ہے اور اہل زمانہ غافل ہین یہ کم بخت نہین سمجھتے کہ خیال انتفاع کی حقیقت ہی بس اتنی ہے کہ اس زمانہ مین وہ عقل کے نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی ہستی نہین ہے۔

آشنا غالب نہین ہین درد دل کے آشنا
ورنہ کس کو میرے افسانے کی تاب استماع

اے غالب اصل مین میرے دوست درد دل سے واقف ہی نہین ہین اور اُن کو معلوم ہی نہین ہے کہ درد دل کہتے کس کو ہین ورنہ بھلا یہ کب ممکن تھا کہ وہ میرے افسانے کو سُن سکتے۔

ردیف (غ)

عشاق اشک چشم سے دھوئین ہزار داغ
دیتا ہو اور جون گل و شبنم بہار داغ

چاہے عاشق اپنی آنکھون کے آنسوؤن سے ہزار طرح داغ کو دھوئین مگر اس سے کیا ہو سکتا ہے وہ مٹ نہین سکتا بلکہ ان آنسوؤن سے اور بھی ترقی پذیر ہوتا جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پھولون پر اوس پڑی ہو۔

جون چشم باز ماندہ ہے ہر یک بسوے دل
رکھتا ہی داغ تازہ کا یان انتظار داغ

میرے ہر داغ کی صورت یہ ہے کہ جیسے کوئی چشم واماندہ ہوتی ہے تو گویا میرا ہر داغ دل چشم واماندہ ہے جو دل کی طرف تک رہا ہے اور یہ تکنا بلا وجہ نہین ہے بلکہ میرے ہر ایک داغ کو ایک نئے داغ کا انتظار ہے اور ہر ایک داغ چشم براہ داغ ہے۔

بے لالہ عارضان مجھے گلگشت باغ مین
دیتی ہی گرمی گل و بلبل ہزار داغ

مین جب باغ مین گل گشت کے لئے جاتا ہون اور گل و بلبل کی گرمی محبت کو دیکھتا ہون تو مجھے اپنے محبوبون کی یاد آتی ہے اور چونکہ وہ ہمراہ نہین ہوتے اور اُن سے جدائی ہوتی ہے تو یہ جدائی میرے لئے باعث رنج ہوتی ہے اور میرے دل مین اس سے ہزار دن داغ پڑ جاتے ہین۔

جون اعتبار نامہ وخط کا ہو مہر سے　　یون عاشقون مین ہے سبب اعتبار داغ

جس طرح کہ خط کا اعتبار اس وقت کیا جاتا ہے جب اُس کے اوپر مہر لگی ہوتی ہو اسی طرح عاشق کے عشق کا بھی اُسیوقت اعتبار کیا جاتا ہے جبکہ اس کے دل مین داغ پڑے ہون گویا کہ یہی مہر ہے اور یہی عشق صادق کی سند ہے۔

ہوتے ہین نیست جلوۂ خور سے ستارگان　　دیکھ اسکو دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ

جیسے کہ سورج کے طلوع ہونے پر تمام ستارے چھپ جاتے اور نیست و نابود ہو جاتے ہین اسی طرح اس کے آتے ہی دل سے تمام داغ مٹ گئے۔

وقت خیال جلوۂ حسن بتان اسد　　دکھلاے ہے مجھے دو جہان لالہ زار داغ

اے اسد جس وقت کہ مین جلوۂ حسن بتان کا خیال کرتا ہون اس وقت مجھے دونون جہان لالہ زار داغ معلوم ہوتے ہین یا یہ کہ جلوۂ حسن بتان کو لالہ زار داغ کے دکھانے کا فاعل مانا جائے اس حالت مین بھی معنی درست ہین۔

بلبلون کو دور سے کرتا ہے منع بار باغ　　ہے زبان پاسبان خار سر دیوار باغ

باغبان دُور سے بلبلون کو باغ مین داخل ہونے سے منع کر رہا ہے گویا کہ اس کی زبان خار سر دیوار باغ ہے جو مانع دخل باغ ہوتی ہے خار سر دیوار وہ کانٹے وغیرہ جو دیوار پر اس لئے لگا دیتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص اس مین داخل نہو سکے۔

کون آیا جو چمن بیتاب استقبال ہے　　جنبش موج صبا ہے شوخی رفتار باغ

اے خدا کون چمن مین آرہا ہے کہ چمن اس کے استقبال کے لئے بیتاب ہے کیونکہ جنبش موج صبا سے پتہ چلتا ہے کہ وہ رفتار باغ کی شوخی ہے گویا چمن اُس آنے والے کے استقبال کے لئے جا رہا ہے۔

مین ہمہ حیرت جنون بیتاب دوران خمار　　مردم چشم تماشا نقطۂ پرکار باغ

مین ہمہ حیرت ہون اور جنون دوران خمار سے بیتاب ہے اور چشم تماشا کی مردمک گویا باغ کے پرکار کا نقطہ ہے کہ اُس کا تمام جلوہ یہین آکر ٹھہرتا ہے یا یہ کہ اور سب تو بیکار ہین صرف چشم تماشا مصروف تماشائے باغ ہے۔

آتش رنگ رخ ہر گل کو بخشے ہے فروغ　　ہے دم سرد صبا سے گرمی بازار باغ

صبا کا دم سرد پھول کی آتش رنگ رخ کو فروغ بخش رہا ہے اور برابر بھڑکا رہا ہے گویا کہ باد صبا کا دم سرد باغ کے لئے گرمی بازار ہے۔ یعنی اسی کے سبب سے تمام کاروبار باغ رونق پذیر ہے اور ہر گل تر کا حسن اسی سے نکھر رہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ شعر ہے اگرچہ مراعات لفظی بھی اس مین بہت ہین مگر اس قسم کی مراعات حسن کلام ہوتی ہین۔

کون گل سے ضعف و خاموشی بلبل کہہ سکے　　نے دہان غنچہ گویا۔ نے زبان خار باغ

ایسا کون ہے کہ بلبل کی ضعف اور خاموشی کا گل سے اظہار کر سکے اور اس کی مجبوریون کا اظہار کرے اس واسطے کہ نہ غنچہ کے دہن سے کوئی بات نکل سکتی ہے اور نہ زبان خار باغ گویا ہے پھر اب بلبل کے حال زبون کا اظہار ہو تو کیونکر ہو۔

جوش گل کرتا ہے استقبال تحریر اسد　　زیر مشق شعر ہے نقش از پے احضار باغ

اسد کی تحریر کا بہار باغ استقبال کرتی ہے۔ اور بہار اس کے کلام کی عزت کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے شعر کا زیر مشق ایک نقش ہے جو احضار باغ کے لئے لکھا گیا ہے یعنی زیر مشق شعر تعویذ حاضرات باغ ہے آخر پھر کیا سبب ہے کہ باغ میرے کلام کا استقبال نہ کرے۔

بدتر از ویرانہ ہے فصل خزان مین صحن باغ　　خانۂ بلبل بغیر از خندۂ گل بے چراغ

خزان کے زمانہ مین صحن باغ ویرانہ سے بدتر معلوم ہوتا ہے اور بلبل کا نشیمن گل کے خندہ کے بغیر بے چراغ معلوم ہوتا ہے کس قدر عمدہ اور موزون الفاظ ہین کہ شعر ایک مرصع موتیون کا ہار معلوم ہوتا ہے۔

پستر بستر اب چمن کا تپ بلا آمودہ ہے
نغمہ مرغ چمن زا ہے صدائے بوم و زاغ

تپ بلا کا یہ اثر پھیلا ہے کہ چمن کے پتے پتے میں انقلاب کی آندھیاں چھپی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ نغمۂ مرغ چمن زا بھی اس انقلاب کی وجہ سے صدائے بوم و زاغ بنکر رہ گیا ہے۔

ہاں بغیر از خواب مرگ آسودگی ممکن نہیں
رخت ہستی باندھ تا حاصل ہو دنیا سے فراغ

کس غم میں مبتلا ہے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ بغیر خواب مرگ کے آسودگی حاصل ہو سکے اگر تجکو آسودگی کی تمنا ہے اور چاہتا ہے کہ اس دار المحن سے نجات پاکر آسودگی حاصل کرے تو اسباب ہستی کو باندھ اور سامان سفر درست کر یا یہ کہ جس وقت تک دنیا سے فراغ حاصل ہو اس وقت تک رخت ہستی باندھ کر وقت پر وقت اور دیر نہو۔

شور طوفان بلا ہو خندۂ بے اختیار
کیا ہو گل کی بے زبانی کیا ہو یہ لالے کا داغ

او بے خبر تو جس کو خندۂ بے اختیار سمجھا ہے وہ خندۂ بے اختیار نہیں ہو بلکہ طوفان بلا کا ایک شور ہے اگر تجھے باور نہیں آتا تو غور کر اور دیکھ کہ گل باوجودیکہ زبان رکھتا ہے رتیوں کو زبان سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن اس پر بھی ساکت اور دم بخود ہے لالہ باوجودیکہ ہنستا ہوا معلوم ہوتا ہو گر داغدار ہے آخر یہ سب کیوں ہے معلوم ہوا کہ خندۂ بے اختیار خندۂ بے اختیار نہیں ہے بلکہ وہ شور طوفان بلا ہو اور تود ہو کہ کھا رہا ہے۔

چشم پرنم رہ زمانہ منقلب ہے اے اسد
اب یہی ہو بس مے شادی سے پر پیمانہ ایاغ

اے اسد زمانہ پلٹ گیا ہے اور زمانہ کی ہر شے بدل گئی ہے تجکو چاہئے کہ ہر وقت آنکھیں آنسوؤں سے بھری رکھ اس زمانہ میں مے عشرت سے بھرا ہوا ساغر اگر ہے تو یہی چشم پرنم ہے ورنہ ساغر لبریز مے عشرت کا ملنا اور کسی طرح سے ممکن ہی نہیں ہے۔

ردیف (ف)

نامہ بھی لکھتے ہو تو بخط غبار حیف
رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت ہزار حیف

اس شعر میں صرف الفاظ کا گورکھ دھندا ہے کہتے ہیں کہ اگر تم مجھے خط بھی لکھتے ہو تو خط غبار میں لکھتے ہو اور اس سے تمھارے دل کی کدورت کا پتہ چلتا ہے افسوس اگر تم کو میری طرف سے اتنا رنج ہے اور اس قدر کدورت تم میری طرف سے رکھتے ہو۔

بیش از نفس بتان کے کرم نے وفا نہ کی
تھا محمل نگاہ بدوش شرار حیف

افسوس ہو کہ معشوقوں کی مہربانی نے ایک سانس سے زیادہ وفا نہ کی انہوں نے میری طرف نگاہ ضرور کی مگر وہ نگاہ گویا آمادہ رفتن تھی اور اس کا محمل سفر دوش شرار پر بندھا ہوا تھا جو بہت ہی تیز رو ہوا اور ایک دم سے زیادہ اس کا قیام نہیں ہے نگاہ کا محمل دوش شرار پر اس واسطے کہا گیا ہے کہ نگاہ حسن شعلہ بار ہے جو دم بھر میں ہوش و خرد کو جلا دیتی ہو۔

تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز
گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار حیف

اے آہ تو کیا میرے ہی جلانے کے واسطے تھی اور کیا تیرا مقصود میرا ہی جلا دینا تھا غیر کے گھر پر تیری آگ کا کوئی شرارہ نہ گرا۔ اور تیری تمام شعلہ ریزی مجھی پر ختم ہوئی افسوس۔

گل چہرہ ہو کسی خفقانی مزاج کا
گھبرا رہی ہو بیم خزاں سے بہار حیف

یہ معلوم ہوتا ہے کہ گل کسی خفقانی مزاج کا چہرہ ہے گویا بہار خزاں کے خوف سے گھبرا رہی ہو اسی وجہ سے گل کے چہرہ سے یہ وحشت اور بھیانک پن ظاہر ہو رہا ہو۔

ہیں میری مشت خاک سے اس کو کدورتیں
پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار حیف

میری مشت خاک سے اس کو بڑی کدورتیں ہیں مجھے اپنی قسمت پر افسوس ہے کہ اگر میں نے اس کے دل میں جگہ بھی پائی تو غبار ہو کر جگہ پائی افسوس صد افسوس۔

بنتا اسدؔ مین سرمۂ چشم رکاب یار   آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار حیف

اے اسدؔ مین چشم رکاب یار کا سرمہ بن جاتا میرے دل مین یہ آرزو تھی مگر افسوس کہ وہ شہسوار سمند ناز کبھی میری خاک پر آیا ہی نہین اور مجھے موقعہ ہی نہ ملا کہ اس کی رکاب تک پہونچ سکون

عیسیٰ مہربان ہے شفا ریز یکطرف   درد آفرین ہے طبع الم خیز اک طرف

میرا عجب عالم ہے کہ ایک طرف تو مسیحا مہربان ہو کر میرے لئے سامان شفا بہم کر رہا ہے اور ایک طرف میری طبیعت جس کا خاصہ ہی درد آفرینی ہے میرے لئے درد پیدا کر رہی ہے۔

سنجیدنی ہے ایک طرف رنج کوہکن   خواب گران خسرو پرویز یک طرف

اے دیکھنے والو ذرا زمانے کی دورنگی کو دیکھنا اور ان دونون باتون کا موازنہ کرنا کہ کتنا بڑا ان دونون مین فرق ہے ایک طرف تو کوہکن کی جانکنی اور مشقت و محنت کی برداشت کا موازنہ کرو اور دوسری طرف خسرو پرویز کے خواب عشرت کو دیکھو اور اس مسرت اور غم کو نگاہون مین تو لو۔

خرمن بباد دادۂ دعویٰ ہین ہو سو ہو   ہم اک طرف ہین برق شرر بار اک طرف

ہم اُن لوگون مین ہین جو خرمن دعوی کو برباد کر چکے اور جلا چکے ہین ہم کو کوئی غم نہین ہے اب تو جو کچھ ہو سو ہو۔ ایک طرف ہم ہین اور ایک طرف برق شرر بار ہے ہم کو دیکھ لے اور ہم اس کو سمجھ لین۔

مفت دل و جگر خلش غمزہ ہائے ناز   کاوش فروشی مژۂ تیز یک طرف

اُس کی مژگان تیز کی کاوش فروشی تو ہے ہی خلش غمزہ ہائے ناز دل و جگر کے لئے مفت نذر ہو گئی ہین۔

ردیف (ک)

تا قیامت شب فرقت مین گزر جائے گی عمر   سات دن ہم پہ بھی بھاری ہین سحر ہونے تک

شب فرقت اتنی دراز ہے کہ ہماری تمام عمر اس مین گزر جائے گی اور یہ اُس وقت ختم ہو گی جبکہ قیامت آئے گی لہذا معلوم ہوا کہ صرف سات دن ہمارے اوپر بھاری ہین یعنی ہفتہ کے پورے دن ظاہر ہے کہ عمر انھین سات دنون کے دور مین تمام ہوتی ہے۔

آئے ہین پارہ ہائے جگر درمیان اشک   لایا ہے لعل بیش بہا کاروان اشک

رونے مین اشکون کے ساتھ جگر کے ٹکڑے آئے ہین جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشک کا کاروان لعل بیش بہا لیکر آیا ہے۔

ظاہر کرے ہے جنبش مژگان سے مدعا   طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبان اشک

جیسے کہ بچہ بول نہین سکتا اور ہاتھ کے اشارے سے مدعائے دلی کا اظہار کرتا ہے اسی طرح میرا طفل اشک جنبش مژگان سے اپنا مدعا ظاہر کرتا ہے یعنی طفل اشک بھی زبان نہین رکھتا ہے مگر یہ جنبش مژہ اُس کے ہاتھ کا کام دیتی ہے اور یہی اس کے ہاتھ کا اشارہ ہے۔

مین وادی طلب مین ہوا جملہ تن عرق   از بسکہ صرف قطرہ زنی تھا بسان اشک

صحرائے طلب مین چونکہ اشک کی طرح مین قطرہ زنی یعنی دوا دوش کرتا رہا اور ہمیشہ تیز چلا گیا تو اب میری یہ کیفیت ہے کہ وادی طلب مین تمام تر عرق عرق ہو رہا ہون اور پسینہ مین ڈوبا ہون جیسا کہ اشک قطرہ زنی سے عرق عرق ہو رہا ہے۔

دل خستگان کو ہے طرب صد چمن بہا   باغ بخون طپیدن و آب روان اشک

خستہ دلون کا خون مین لوٹنا اور اشکون کے پانی کا روان ہونا سیکڑون باغ و بہار کا لطف دکھاتا ہے باغ و بہار بلحاظ رنگینی خون کہا گیا اور اشک کی روانی سے چشمہ ہائے آب کی روانی

خیال کی گئی یعنی عشاق کو خون مین لوٹنے اور رونے سے آتنی ہی مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے جتنی کہ بہا باغ اور چشمہ ہاے آب روان کے دیکھنے سے ہو سکتی ہے۔

رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار　　مژگان کو دون فشار پے امتحان اشک

مین روتے روتے اس قدر کمزور اور ناتوان ہو گیا ہون کہ اب ایک بار اس آزمایش کے لئے کہ دیکھون آنکھون مین اشک ہے یا نہین یا اشک نکل سکتا ہے یا نہین ایک بار پلک بھی نہین ہلا سکتا تھا یہ انتہاے ناطاقتی ہے۔

سیل بنائے ہستی شبنم ہے آفتاب　　چھوڑے نہ چشم مین تپش دل نشان اشک

بعض حکما کا مقولہ ہے کہ شبنم آفتاب سے پیدا ہوتی ہے اور بمصداق کل شیٔ یرجع الی اصلہ آفتاب ہی کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اسی بنا پر شاعر خیال کرتا ہے کہ شبنم کی بنا کو تباہ اور برباد کرنے کے لئے آفتاب ایک سیلاب ہے اسی صورت سے میری تپش دل جو بوجہ گرمی کے بمنزلہ آفتاب ہے میرے دل مین اشکون کا نشان جو اوس یا شبنم کی طرح ہین چھوڑ نہین سکتی۔

ہنگام انتظار قدوم بتان اسد　　ہے بر سر مژہ نگران دیدبان اشک

بتون کے آنے کے انتظار مین اے اسد میرے اشک مژہ پر بیٹھے ہوے استقبال اور دیدبانی کی خدمت انجام دے رہے ہین یعنی اُدہر محبوب کی آمد آمد ہے اِدہر مین اشک بہا رہا ہون

ردیف کاف فارسی (گ)

اے آرزو شہید وفا خون بہا نہ مانگ　　جز بہر دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ

اے شہید وفا آرزو یعنی اے وہ آرزو کہ تجھے وفا نے شہید کر دیا ہے یا وفا کی وجہ سے تو شہید ہوئی ہے بہتر یہ ہے کہ تو قاتل سے دیت اور خون بہا کی تمنا اور طلب نہ کر تیرا کام یہ ہے کہ تو قاتل یعنی اپنے محبوب کے دست و بازو کے لئے دعائے خیر کئے جا اس کے سوا اور کچھ نہ مانگ۔

گستاخی وصال ہے مشاطۂ نیاز　　یعنی دعا بجز خم زلف دوتا نہ مانگ

شب وصال ہے عاشق و معشوق بے حجاب سرگرم عیش و نشاط ہین اس عالم مین عاشق اپنے جذبات سے مجبور ہو کر معشوق کی زلف پُر خم تک ہاتھ بڑھاتا ہے جس کو گستاخی سمجھ کر اس کے اوپر معشوق کی طرف سے ایک الزام قائم کر دیا جاتا ہے اُس کے جواب مین کہا گیا ہے کہ وہ گستاخی وصال جس کو گستاخی سے تعبیر کیا گیا ہے دراصل گستاخی نہین ہے بلکہ وہ مشاطۂ نیاز ہے یعنی آرایش دہندۂ نیاز ہے۔

مطلب اس سے یہ ہے کہ عجز و نیاز کی حالت مین عاشق کو کسی اور محراب و خم محراب مین دعا کرنا گناہ ہے اُس کے لئے یہی خم محراب زلف دُعا مانگنے اور عجز و نیاز کے اظہار کی جگہ ہے اور کوئی نہین یا یہ کہ گستاخی وصل کا محض مُدعا یہی ہے کہ خم زلف مین دعاے نیاز کی جاے۔

برہم ہے بزم غنچہ بیک جنبش نشاط　　کاشانہ بسکہ تنگ ہے غافل ہوا نہ مانگ

اے نادان تو کیون نادانی کرتا ہے اور کاشانۂ تنگ کی تکالیف سے عاجز ہو کر کیون ہوا کی خواہش کرتا ہے ایسا نہ کرنا چاہئے کیا تو دیکھتا نہین ہے کہ غنچہ نے اس کاشانۂ تنگ کی حالت مین ہوا کی خواہش کی تو ایک ہی جنبش نشاط مین اُس کی محفل نشاط درہم و برہم ہو گئی ظاہر ہے کہ ہوا غنچہ کو کھلاتی ہے اور کھل جانے کے بعد وہ حالت غنچگی قائم اور باقی نہین رہتی۔

عیسےٰ طلسم حسن تغافل ہے زینہار　　جز پشت چشم نسخہ عرض دوا نہ مانگ

عیسےٰ علیہ السلام جن کا معجزہ احیاے موتیٰ ہے وہ حسن تغافل کے طلسم ہین اُن سے کسی دوا کی تمنا اور التجا نہ کر بلکہ اگر تجکو مانگنا ہے تو پشت چشم ہی کا نسخہ اُن سے طلب کر یعنی اُن سے صرف اسی بات کی استدعا کر کہ وہ آنکھ پھیر لین اور واپس جائین اس نسخہ کے سواے اور کسی نسخہ کی تمنا نہ رکھ مطلب یہ ہے کہ اگر تجکو یہ بھی معلوم ہو کہ کسی سے کوئی کام نکل سکتا ہے تب بھی کام نکلنے کی اُمید نہ رکھ ہرگز وہ تیری تمنا کے موافق نہو گا۔

مین دور گرد عرض رسوم نیاز ہون　　دشمن سمجھ وے نگہ آشنا نہ مانگ

میری حالت یہ ہے کہ عرض رسوم نیاز کے لئے مین در در پھرا ہون اور میرا تجربہ ہے کہ دنیا مین آشنا نہین ہے اب مین یہی کہتا ہون کہ جس کو دیکھے اُس کو تو دشمن سمجھ لے مگر کہین

آشنا کی جستجو نہ کر اس کا کہین پتہ نہین۔
یا یہ کہ مین عرض رسوم نیاز سے اب دور ہون تجھے اختیار ہے کہ مجھے دشمن سمجھ گر مجھ سے نگاہ آشنا کی تمنا نہ رکھ۔

نظارہ دیگر و دل خونین نفس دگر   آئینہ دیکھ جوہر برگِ حنا نہ مانگ

نظارہ اور اپنی صورت کو آئینہ مین دیکھنا یہ دوسری چیز ہے اور طلب دل خونین نفس اور چیز ہے یہ نظارہ سے بالکل الگ ہے تیرا نظارۂ آئینہ اس طرح ہوتا ہے کہ دل خونین نفس مانگتا ہے یعنی دلون کو خون کر رہا ہے۔ اس لئے مین چاہتا ہون کہ تو آئینہ کو آئینہ کی طرح دیکھ دل خون شدہ نگر نہ مانگ جوہر برگ حنا استعارتاً دل خونین نفس کو کہا گیا ہے۔
یا یہ کہ نظارہ اور چیز ہے مگر وہ دل جو خون ہو گیا ہو وہ دوسری چیز ہے آئینہ مل سکتا ہے اور اس کو دیکھ سکتا ہے مگر تجھے دل خونین نفس نہین مل سکتا۔ اُس کے دیکھنے کی تمنا نہ کر۔

یک بخت اوج نذر سبکباری اسد   سر پر وبال سایۂ بال ہما نہ مانگ

ہم جانتے ہین کہ ہما اگر سر پر سایہ ڈالے تو بڑا عروج اور اوج بخت نصیب ہوتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ جب تک وہ سایہ سر پر نہین ہے اُس وقت تک سبکباری ہے اس واسطے ہمارے خیال مین یک بخت اوج یا اوج بخت اس سبکباری کے اوپر قربان کر دینا چاہئے سایۂ بال ہما ایک وبال ہے اسے سر کے لئے تجویز نہ کر اور اپنے سر کو اس وبال سے گرانبار نہ بنا
درد سر کیواسطے ہر چند کہ صندل ہی مفید   اس کا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

ردیف (ل)

دیوانگان کا چارہ فروغ بہار ہے   ہے شاخ گل مین پنجہ خوبان بجائے گل

دیوانون کا علاج آمد بہار اور نشو نمائے فصل بہار ہے مگر اس سے یہ دھوکا نہ کھانا چاہیئے کہ صرف بہار اُن کا علاج کر سکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شاخ گل مین گل پنجۂ خوبان کی مانند معلوم ہوتا ہے اس واسطے وہ یعنی دیوانے اس سے تسکین پاتے ہین ورنہ بہار سے اُن کا

کیا علاج ہو سکتا تھا۔

مژگان تلک رسائی لخت جگر کہان   اے وائے گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل

بڑا افسوس ہو اگر ہماری نگاہ گل پر نہ پڑ سکے اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو تو اس کا بدل صرف یہی ہے کہ پھر ہم لخت جگر کو دیکھ کر یاد گل تازہ کرین سو لخت جگر کی رسائی مژگان تک ہو کہان سکتی ہے یعنی لخت جگر مژگان تک آ کیونکر سکتا ہے اُس کا مژگان تک نہ آنا خواہ بوجہ ناطاقتی کے ہو اور خواہ بوجہ ضبط کے اس مین توسع معانی ہے جو کچھ خیال کر لیجئے۔

بدر ہے آئینۂ طاق ہلال   غافلان نقصان سے پیدا ہی کمال

ہلال ایک طاق ہے اور بدر اس طاق کا آئینہ ہے پہلے طاق ہلال پیدا ہوا تو اس مین آئینہ بدر رکھا گیا ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین جو کمال پیدا ہوتا ہے اس کی بنا اور اسکی اصل اس کا ہیولا نقصان ہی ہوتا ہے۔

ہے بیاد زلف مشکین سال و ماہ   روز روشن شام آنسوے خیال

اُس کی زلف عنبر بار کی یاد مین مدتون سے میرا روز روشن ایک ایسی شام ہے جو خیال اور گمان کے ماورا ہے یعنی ایسی شام ہے جو خیال سے باہر اور الگ ہے۔

بسکہ ہے اصل و مید نہا غبار   ہے نہال شکوہ ریحان سفال

چونکہ سفال یعنی ٹھیکرے کی اصل بھی مٹی اور غبار ہے اور شکوہ کی اصل بھی غبار دل ہے لہذا زیادہ سے زیادہ نہال شکوہ کو ریحان نقش و نگار سفال کہا جا سکتا ہے جیسے ریحان سفال ایک بیکار چیز ہو ایسی ہی شکوہ بھی فضول ہے

صافی رخسار سے ہنگام شب   عکس داغ شب ہوا عارض پہ خال

اُس کے رخسار اس قدر صاف اور پر نور ہین کہ رات کے وقت اُس کے رخسار کا خال سیاہ رات کے داغ کا عکس معلوم ہوتا ہے یعنی نورانی معلوم ہوتا ہے۔

یا یہ کہ اسکے عارض کی صفائی اس درجہ پر ہے کہ شب کو داغ شب کے عکس سے اُسکے رخسار پر تل پیدا ہو گیا یعنی اتنا نورانی ہے کہ وہ کسی تاریک چیز کے عکس کا بھی متحمل نہین ہو۔

نور سے تیرے ہے اُس کی روشنی　　ورنہ ہے خورشید یک دست سوال

خورشید کو شعلۂ پنجہ سے تشبیہ دیتے ہین بوجہ اس کی شعاعون کے چنانچہ پنجہ خورشید پنجہ خور لکھا جاتا ہو اسی بنا پر مرزا نے یہ کہا ہے کہ خورشید مین روشنی صرف تیرے نور کی وجہ سے ہے اور وہ تجھ سے اکتساب نور کرتا ہے ورنہ وہ خالی ایک دست سوال ہے۔ دست سوال کہنے سے یہ لطف پیدا کیا ہے کہ وہ تجھ سے نور کی دریوزہ گری کرتا ہے۔

شورِ حشر اس فتنہ قامت کے حضور　　سایہ آسا ہو گیا ہے پائمال

شورِ محشر اس فتنہ قامت کے سامنے سایہ کی طرح پائمال ہو کر رہ گیا ہے۔

ہو جو بلبل پیروِ فکر اسد　　غنچہ منقار گل ہو زیر بال

اگر بلبل اسد کی خوش بیانی کی پیروی کرے تو اس کی منقار بازوؤن کے نیچے گل کی طرح کھلجائے یعنی اس کو گل کی احتیاج نہو وہ خود صورت گل ہو جائے۔

ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل　　جون زلف یار ہون مین سراپا شکستہ دل

میری حالت یہ ہے کہ غم کی وجہ سے شکن کی مانند ہر ایک عضو دل شکستہ معلوم ہوتا ہو گویا کہ مین زلف یار کی طرح سر سے پاؤن تک دل شکستہ ہو رہا ہون۔

ہے سرنوشت مین رقم وا شکستگی　　ہون جون خط شکستہ بہر جا شکستہ دل

میری تقدیر ہی مین شکستگی ہو اور جس حالت مین جس جگہ ہون شکستہ دل ہون جیسے خط شکستہ کہ وہ خواہ کہین ہو مگر شکستہ ضرور ہو گا۔

امواج کی جو یہ شکنین آشکار ہین　　ہے چشم اشک ریز سے دریا شکستہ دل

تم جو دریا مین یہ موجین آشکارا دیکھتے ہو اور ان مین یہ شکستگی دکھائی دیتی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اپنی چشم اشک ریز کی وجہ سے دریا دل شکستہ ہو رہا ہے یہ امواج دراصل دریا کی دل شکستگی کا نشان ہین۔

ناسازیٔ نصیب و درشتیٔ غم سے ہے　　امید نا امید تمنا شکستہ دل

میری ناسازی بخت اور میرے غمون کی سختی کی وجہ سے میری امید نا امید معلوم ہوتی ہے اور میری تمنا دل شکستہ ہے گویا ہر طرح میرا حال زبون ہو۔

ہے سنگ ظلم چرخ سے میخانہ مین اسد　　صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

اے اسد میخانے مین سنگ ظلم چرخ کی وجہ سے یہ حالت ہے کہ شراب فتادہ خاطر ہے اور شیشہ دل شکستہ ہے صہبا کو فتادہ خاطر کہنا جس قدر لطیف ہو سلیم طبع لوگ اچھی طرح اس کا اندازہ کرینگے۔

ہون بہ وحشت انتظار آوارہ دشت خیال　　اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشم غزال

عالم وحشت مین مجھے میرے انتظار نے آوارۂ دشت خیال کر دیا ہے اور اب میری وحشت اور آوارگی کا یہ عالم ہے کہ چشم غزال جو خود ایک وحشی مزاج ہے مجھے دور سے ایک سفیدی سی معلوم ہوتی ہے یعنی مین اس سے بھی بہت دور رہون اور اُس کے عالم وحشت سے میرا عالم وحشت جدا ہے۔

ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخم دل پر رحم کر　　آخر اس پردہ مین تو ہنستی تھی اے صبح وصال

ہم نے جو کچھ سمجھا تھا وہ غلط تھا مگر اے صبح وصال تجھے دل کے زخم پر رحم کرنا چاہیے اس کا تیرے اوپر حق ہے کیونکہ تو اسی زخم دل کے پردہ مین ہنسی ہے
یا یہ کہ ہم نے خندۂ زخم دل کی حقیقت جو کچھ سمجھی وہ یقینی غلط تھی ہم سمجھے تھے کہ وہ زخم ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ اے صبح وصال تو اس پردۂ زخم مین ہنس رہی تھی مگر پھر بھی اے صبح وصال اب اُس کے اوپر رحم کرنا چاہیے تیری ہنسی اُس کے لئے باعث ضرر ہے۔

حاصل یہ ہو کہ صبح وصال کا طلوع زخم جگر سے ہوتا ہے جیسے کہ ؎ طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

بیکسی افسردہ ہون اے ناتوانی کیا کرون — جلوۂ خورشید سے ہے گرم پہلوئے ہلال

اے ناتوانی آخر مین کیا کرون مجھے میری بیکسی نے افسردہ کر دیا ہے چاند کے پاس سورج ہے اور اس کے پہلو کو وہ گرم کر رہا ہے مگر میرے پاس میرا محبوب نہین ہے اس لئے مین افسردہ ہون۔ یہان گرم اور افسردہ کا تقابل لطیف ہے۔

شکوۂ درد و درد داغ اے بیوفا معذور رکھ — خون بہا یک جہان امید ہے تیرا خیال

میرا شکوہ مٹ کر درد بنا اور درد کی صورت بدل کر داغ ہو گیا لہذا اے بے وفا تو مجھے معاف کر اگر مین تیرا خیال کئے ہون اس لئے کہ تیرا خیال میری دنیائے امید کا جو مٹ گئی ہے ایک خون بہا ہے گویا تمام کو مٹا کر صرف تیرا خیال مجھے دیدیا گیا ہے۔

عرض درد بیوفائی وحشت اندیشہ ہے — خون ہوا دل تا جگر یا رب زبان شکوہ لال

بے وفائی کے درد کا بیان کرنا میرے اندیشہ اور خیال کی وحشت اور رمیدگی کی وجہ سے ہے کہ خیال وحشی ہوا تو درد بے وفائی کا بیان زبان پر آگیا دل سے لیکر جگر تک اس غم مین خون ہو گیا اے میرے خدا شکوہ کی زبان یا شکوہ کرنے والی زبان گونگی ہو جائے کہ مجھے اس نے تباہ کر دیا۔

اس جفا مشرب پہ عاشق ہون کہ سمجھے ہے اسد — مال سنی کو مباح اور خون صوفی کو حلال

شعر کے معنی بالکل صاف ہین کوئی ایسا دقیق مضمون نہین ہے کہ اس کی شرح کی جائے مگر یہ لطیفہ بیان کے قابل ہے کہ اس شعر کے کہنے کی وجہ سے گویا حکیم مومن خان کے عشق کا مزا اسے توارد ہوا ہے وہ بھی کہتے ہین ؎

دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا ہے کہ جو
محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

بہر عرض حال شبنم ہے رقم ایجاد گل — ظاہرا ہے اس چمن مین لال مادر زاد گل

شبنم کے عرض حال کرنے کے لئے پھول کچھ لکھ رہا ہے اور اس کی تحریر وہی ہے جو اس کے اوپر گلکاری معلوم ہوتی ہے یا پتون مین جو رگون اور نسون کی وجہ سے لکیرین معلوم ہوتی ہین تو اس لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ زبان سے کہہ نہین سکتا بلکہ ظاہرا وہ مادر زاد گونگا پیدا ہوا ہے۔

گر کرے انجام کو آغاز ہی مین یاد گل — غنچے سے منقار بلبل وار ہو فریاد گل

اگر پھول اپنے ابتدائے کار مین اپنے مآل کو یاد کرے اور پیش نظر رکھے تو اس کے غنچہ سے اس طرح فریاد نکلنے لگے جیسے کہ منقار بلبل سے فریاد نکلتی ہے۔ گل شدن ظاہر ہونا

گر بہ بزم باغ کھینچے نقش روئے یار کو — شمع سان ہو جائے قط خامۂ بہزاد گل

بہزاد ایک نقاش کا نام تھا کہتے ہین کہ اگر بہزاد باغ مین میرے محبوب کے عارض مصفی کی تصویر بنائے تو اس کا اثر یہ ہو کہ اس کے قلم کی نوک پر شمع کی مانند گل پیدا ہو جائے۔ گل پیدا ہونے مین دو صورتین نکلتی ہین یا یہ کہ جیسے شمع گل کے آ جانے سے بیکار اور از کار رفتہ ہے۔ اسی طرح اس کا قلم بیکار ہو جائے یا یہ کہ اسپر پھول آ جاوین یعنی اس مین بہار آ جائے بہر حال اس شعر مین اس قدر تناسب الفاظ کے پھیر مین پڑ گئے ہین کہ معنی سے دور ہو گئے ہین۔ بزم۔ باغ۔ نقش۔ شمع۔ قط۔ خامہ۔ بہزاد۔ گل۔ یہ سب الفاظ شطرنج کے مہرون کی طرح ایک دوسرے کے زور پر ہین۔

دست رنگین سے جو رخ پر وا کرے زلف رسا — شاخ گل مین ہو نہان جون شانہ در شمشاد گل

اگر وہ دست رنگین سے اپنی رخ پر زلف کھول دے تو گل اس طرح شاخ گل مین چھپ جائے جس طرح کہ شانہ شمشاد مین چھپا ہوا ہے۔ شانہ شمشاد مشہور ہین یعنی اس کے دست رنگین کی شرم سے گل بھی چھپ جائے۔

سعی عاشق ہے فروغ افزائے آب روئے کار — ہے شرار تیشہ بہر تربت فرہاد گل

عاشق کی سعی اُس کے کام کی زیب وزینت مین امداد کرتی اور ترقی دیتی ہے - دیکھ لو کہ تیشہ کے شرار تربت فرہاد کے لئے گل بنے ہین اور اس کا جو کچھ نام ونشان ہے وہ تیشہ زنی ہی سے ہے -

ہے تصور صافی قطع نظر از غیر یار — تخت دل سے لاوے ہی شمع خیال آباد گل

تصور غیر دوست اور ماسوائے محبوب سے قطع نظر کرنے کے واسطے ایک صافی کی طرح ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ گل جو اپنے محبوب کے تصور مین مستغرق ہے وہ اپنے خیال آباد مین عام شمعین نہین جلاتا بلکہ اپنے تخت دل کی شمع جلاکر اسکو منور کرتا ہے اور ماسوا سے کوئی غرض نہین رکھتا -

گلشن آباد دل مجروح مین ہو جائے ہے — غنچۂ پیکان شاخ ناوک صیاد گل

دل مجروح گلشن آباد سے مشابہ ہے اور اس گلشن آباد مین ناوک صیاد کی شاخ ہین غنچہ پیکان آتے ہی پھول بن جاتا ہے یعنی میرے مجروح دل کے گلشن مین جو غنچہ پیکان آتا ہے وہ ایک اور گل زخم کھلا دیتا ہے -

برق سامان نظر ہے جلوۂ بیباک حسن — شمع خلوتخانہ کیجئے ہر چہ بادا باد گل

حسن بیباک کا جلوہ اور اس کا ظہور نظر کے واسطے برق سامان ہے یعنی نظر مین بجلی کی طرح کوندرہا ہے ہرچہ بادا باد اب خلوت خانے کی شمع زبردستی گل کر دینا پڑے گی یعنی جب حسن بیباک کی یہ جلوہ افروزیان ہین تو کیونکر ہم خلوت مین رہ سکتے ہین یا یہ کہ حسن جو خلوت خانہ مین تھا اب وہ بیباک بن کر برق نظر ہوا اور جلوہ گر ہونے لگا مجبوراً خلوت خانہ کی شمع گل کر دینا چاہئے -

خاک ہے عرض بہار صد نگارستان اسد — حسرتین کرتی ہین میری خاطر آزاد گل

اے اسد جیسے خاک سیکڑون نگارستان بہار کے جلوے عالم کے لئے پیش کر رہی ہے ایسی ہی میری خاطر آزاد سیکڑون حسرتون کے گل کھلاتی اور جلوے دکھاتی ہے - گل کردن فارسی کا محاورہ ہے جو ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کے معنی پر آتا ہے یہان اُردو مین بجنسہٖ اُس کا

ترجمہ کرکے پیش کر دیا گیا ہے اس مین خاطر آزاد کا خاک سے اور حسرتون کے ظہور کا ظہور بہار سے استعارہ کیا ہے -

گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدن صد رنگ دل

دل اگرچہ ایک بیضۂ طاؤس کی مانند تنگ ہے مگر پھر بھی دل ایک چمن ہے جسمین سرمایہ بالیدن صدرنگ موجود ہے یعنی پھر بھی سیکڑون رنگون کی نشو نما اس مین ہوتی ہے -

بیدلون سے ہے تپش جون خواہش آب از سراب — ہے شرر موہوم اگر رکھتا نہو و سنگ دل

جو لوگ کہ بے دل ہین اُن مین تپش کا ڈھونڈھنا بمنزلہ سراب سے پانی کی خواستگاری کرنے کے ہے یعنی اگر دل نہین ہے تو پھر تپش کیسی یہ امید فضول اور لایعنی ہے پتھر کے اندر دل موجود ہے اسی واسطے اس سے شرارے نکلتے ہین ورنہ اگر بیدل ہوتا تو یہ شرارے نکلتے -

رشتۂ فہمید ممسک ہے بہ بند کوتہی — عقدہ سان ہے کیسۂ زر پر خیال تنگدل

ممسک یعنی بخیل کی سمجھ کا سلسلہ قید کوتاہی اور عاقبت اندیشی سے ملتا ہے کیونکہ اس کا یہ کیسۂ پر زر ایک گرہ ہے اور بخیل کا کیسہ حاسد کے دل تنگ کی طرح ہے جو ایسے ہی عقدون اور خیالون سے بھرا رہتا ہے یا یہ کہ تنگدل کا خیال عقدہ کی مانند ایک کیسۂ پر زر معلوم ہوتا ہے -

ہون زپا افتادۂ انداز یاد حسن سبز — کسقدر ہے نشہ فرسائے خمار بنگ دل

مین انداز یاد حسن سبز مین مدہوش اور از پا در افتادہ ہو رہا ہون - ذرا دیکھئے کہ میرا دل کس قدر خمار نشہ بنگ مین مبتلا ہے - بنگ استعارہ ہے حسن سبز سے اور خمار از پا افتادگی سے -

شوق بے پروا کے ہاتھون مثل ساز نادرست — کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل

شوق بے پروا کے ہاتھوں نادرست اور بے سُرے باجے کی طرح آج میرا دل نالہائے خارج از آہنگ کھینچ رہا ہے۔ شوق کو بے پروا اس لیے کہا کہ اس کو نالوں سے مطلب ہے۔ درستی اور نادرستی کی کوئی پروا نہین کرتا۔

اے اسد خامش ہے طوطی شکر گفتار طبع ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیر زنگ دل

اے اسد میرا طوطی شیرین گفتار طبع خاموش ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ دل کے آئینہ پر زنگ لگ گیا ہے اسی سے یہ سب خرابی پیدا ہوئی ہے۔

ردیف (م)

اثر کمندیٔ فریاد نارسا معلوم غبار نالہ کمین گاہ مدعا معلوم

میری فریاد نارسا جیسا کہ اثر کو پھانسنے کی قدرت رکھتی ہے وہ تو ظاہر ہے اور ہم سب جانتے ہین جیسا کہ ہمارا نالہ کمین گاہ مدعا مین ہے یعنی یہ کچھ بھی نہین ہے۔

تکلف آئینہ دو جہان مدارا ہے سراغ یک نگہ قہر آشنا معلوم

تکلفات ظاہری سے یہ معلوم ہوا کہ انھون نے ہمارے واسطے دو جہان مہیا کر دیے ہین ایسی حالت مین ہم نگاہ قہر آشنا کا پتہ کیا لگا سکتے ہین اُن اتنی مدارات مین ایک نگاہ قہر کو کیا ہم تلاش کر سکتے ہین۔

اسد فریفتۂ انتخاب طرز جفا وگرنہ دلبری وعدۂ وفا معلوم

اسد فریفتہ ہے اس بات پر کہ اس کی یہ جدید طرز جفا بھی انتخاب ہے وگرنہ وعدۂ وفا کی دلبری معلوم ہے نہ اُس سے کوئی خاص اثر گویا اس کا وعدہ کرنا بھی ایک طرز جفا ہے۔

بسکہ ہین بدمست بشکن بشکن میخانہ ہم موئے شیشہ کو سمجھتے ہین خط پیمانہ ہم

چونکہ ہم بشکن بشکن میخانہ کے بدمست ہین لہذا وہ بال جو شیشہ مین اس حالت مین پڑتے

ہین اُن کو ہم خط پیمانہ سمجھتے ہین بشکن بشکن جشن کو کہتے ہین جس مین تمام ساز و سامان مہیا ہون۔ چونکہ ہم بشکن بشکن میخانے کے عاشق ہین اور بشکن کے دوسرے معنی ہین۔ توڑ جوامر ہو شکستن کا لہذا اس نام کے اثر سے موئے شیشہ جو بشکن بشکن کا اثر ہے اور بُری چیز ہے وہ بھی ہم کو خط جام کی طرح بھلا معلوم ہوتا ہے خط جام وہ لکیرون کے نشانات جو پیالے وغیرہ مین ہوتے ہین۔

بسکہ ہر اک موئے زلف افشان سے ہے تار شعاع پنجۂ خورشید کو سمجھے ہین دست شانہ ہم

چونکہ اُس کی زلف کا ہر ایک بال افشان کی وجہ سے تار شعاع معلوم ہوتا ہے اسی لحاظ سے ہم پنجہ خورشید کو دست شانہ یعنی وہ ہاتھ جو شانہ کرے۔ یا شانہ محض سمجھتے ہین۔

مشق از خود رفتگی سے ہین بہ گلزار خیال آشنا تعبیر خواب سبزۂ بیگانہ ہم

اے دوست اے ہمارے آشنا ہم نے از خود رفتگی کی اتنی مشق کی ہے کہ آج گلزار خیال مین سبزۂ بیگانہ کے خواب کی تعبیر بن گئے ہین۔ چونکہ سبزہ کو سبزۂ خوابیدہ بھی کہا جاتا ہے اس لئے خواب سبزہ کہا گیا۔ سبزۂ بیگانہ وہ سبزہ جو خود اُگ آیا ہو۔ ظاہر ہے کہ سبزۂ بیگانہ کے خواب کی تعبیر عدم ہی ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ اے آشنا ہم از خود رفتگی کی مشق کرتے کرتے آج بالکل فنا اور نیست ہو گئے ہین۔

فرط بیخوابی سے ہین شبہائے ہجر یار مین جون زبان شمع داغ گرمیٔ افسانہ ہم

بیخوابی کی وجہ سے یار کی جدائی کی راتون مین ہم شمع کی زبان کی طرح گرمیٔ افسانہ کی وجہ سے داغ بن کر رہ گئے ہین یعنی جیسے زبان شمع افسانہ کہتے کہتے جل گئی ہے اسی طرح ہم کو گرمیٔ افسانہ نے پھونک دیا ہے یعنی افسانہ نے بجائے خواب آوری کے ہمارے اوپر یہ اثر کیا ہے۔

جانتے ہین جوشش سودائے زلف یار مین سنبل بالیدہ کو موئے سر دیوانہ ہم

زلف یار کے عشق کے جنون مین سنبل بالیدہ جو باغ مین پھیلا ہوا ہے وہ ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ کسی دیوانے کے بال بکھرے ہوئے ہین۔

بسکہ وہ چشمِ چراغِ محفلِ اغیار ہے   چپکے چپکے جلتے ہین جون شمع ماتم خانہ ہم

ہمارا محبوب چونکہ بزم غیر کا چشم و چراغ بنا ہوا ہے اس لئے مجبوراً ہم ماتم خانہ کی شمع کی مانند چپکے جل رہے ہین۔

رہتے ہین افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم   شعلہ ہانذر سمندر بلکہ آتش خانہ ہم

ہم افسردگی کی وجہ سے نہایت جمود کی زندگی گزار رہے ہین اور یہ تمام شعلے بلکہ آتش خانہ کا آتش خانہ سمندر کی نذر ہو رہا ہے ہم یون افسردگی کی زحمتین اٹھا رہے ہین اور ایک چھوٹا سا کیڑا یون پورے آتش خانے پر قابض ہے سمندر کیڑے کا نام ہے

حسرت عرض تمنا یان سے سمجھا چاہیے   دو جہان حشر زبان خشک ہین جون شانہ ہم

اگر ہماری حسرت عرض تمنا کا حال معلوم کر لینا چاہتا ہے تو اس سے معلوم کر کہ جیسے شانہ باوجود ہزار دن زبانین ہونے کے خشک ہو کر دو جہان محشر زبان خشک بن گیا ہے اسی طرح ہم بھی خاموش ہین شانے کی زبانین وہی دندانے۔ دو جہان حشر زبان خشک اُسکے دونون رخون کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

وحشت بے ربطی پیچ و خم ہستی نہ پوچھ   ننگ بالیدن ہین جون موئے سر دیوانہ ہم

ہستی کے پیچ و خم کی بے ربطی کی وحشت ہم سے تو کیا پوچھتا ہے دیوانے کے سر کے بالون کی طرح بالیدن ہمارے لئے باعث ننگ ہے یعنی جیسے سودائی اور مجنونون کے بالون مین الجھنین اور پیچ و خم ہوتے ہین اسی طرح سے ہماری ہستی کا پیچ و خم ہے اور یہی بے ربطی باعث وحشت ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہم ننگ بالیدن ہین۔

ازانجا کہ حسرت کش یار ہین ہم   رقیب تمنائے دیدار ہین ہم

اس وجہ سے کہ ہم کو یار کی حسرت کشی کی عادت ہے اور سوائے اس کے اور کوئی کام ہی نہین ہے لہذا ہم تمنائے دیدار کے رقیب اور مخالف ہین یعنی صرف یار کے خواہان

ہین یار کے دیدار کی تمنا کے مخالف ہین

رسیدن گل باغ واماندگی ہے   عبث محفل آرائے رفتار ہین ہم

رسیدن یعنی پہونچ جانا۔ واماندگی یعنی پڑ رہنے اور تھک جانے کا دیباچہ ہے ہم بیکار محفل آرائے رفتار ہو رہے ہین اور فضول راہ نوردی مین مصروف ہین یعنی پہونچے تو یہی نتیجہ ہوگا کہ رہ جائین گے اور پڑ رہین گے۔

نفس ہو نہ معزول شعلہ درودن   کہ ضبط تپش سے شرر کار ہین ہم

نفس کو چاہئے کہ برابر شعلہ دروی کرتا رہے اور کبھی شعلہ حاصل کرنے سے معزول نہ رہے کیونکہ ہم ضبط تپش سے شرر کار ہو گئے ہین اور سراپا شرار ہو گئے ہین لہذا نفس کسی قدر شعلہ افشانی کرتا رہے ہم کو کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا ہے۔

تماشائے گلشن تمنائے چیدن   بہار آفرینا گنہ گار ہین ہم

اے بہار پیرائے عالم بیشک ہم تیرے گنہ گار ہین اور یقینی تیرے عاصی ہین کہ تیرے ماسوا ہم کو پھول چننے یا گلشن کے تماشے کی تمنا ہے۔ ہم کو چاہئے تھا کہ تیرے سوا اور کسی کی تمنا نہ رکھتے۔

نہ ذوق گریبان نہ پروائے داماں   نگاہ آشنائے گل و خار ہین ہم

اب نہ گریبان کا ذوق ہے نہ دامن کی پروا ہے۔ ہم گل اور خار کے دیکھنے والے ہین دامن کانٹون مین جذب ہو کر رہ گیا۔ اور گریبان کو پھولون نے بھلا دیا۔

اسد شکوہ کفر و دعا ناسپاسی   ہجوم تمنا سے لاچار ہین ہم

اے اسد حالانکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ شکوہ کرنا کفر ہے اور دعا کرنا ناشکری ہے مگر کرین کیا کہ ہجوم تمنا سے ہم لاچار ہین مجبوراً شکوہ بھی کرنا پڑتا ہے اور دعا بھی کرنا پڑتی ہے۔

جس دم کہ جادہ وار ہو تار نفس تمام — پیمایش زمین رہ عمر بس تمام

جس وقت کہ جادہ کی طرح تار نفس تمام ہو جائے تو وہین زمین راہ عمر کی پیمایش تمام ہو جاتی ہے یعنی وہین منزل عمر ختم ہو جاتی ہے۔

کیا دے صدا کہ الفت گم گشتگان سے آہ — ہے سر بہ گرد رہ بہ گلوے جرس تمام

کیا صدا دے سکتا ہے کہ گم شدہ لوگون کی محبت مین جرس گرد راہ سے سر بہ در گلو ہو رہا ہے۔

ڈرتا ہون کوچہ گردی بازار عشق سے — ہین خار راہ جوہر تیغ عسس تمام

بازار عشق کی کوچہ گردی سے مین ڈرتا ہون کیونکہ میرے لئے خار راہ جوہر تیغ عسس ہین یعنی خار راہ عشق اتنے ہین کہ کوچہ گردی بازار عشق سے مین ڈرتا ہون اور وہ مجھے دشت گردی نہین کرنے دیتے۔

اے بال اضطراب کہان تک فسردگی — یک پر زدن تپش مین ہے کار قفس تمام

اے بال اضطراب یعنی اے اضطراب کے بازو آخر تو افسردہ کہان تک رہے گا عالم تپش مین تڑپ کر جہان تو نے ایک پر مارا بس قفس کا کام تمام ہو جائے گا۔ یعنی اے اضطراب جہان تو نے حالت کرب مین ذرا توجہ کر لی فوراً قفس ٹوٹ کر برابر ہو جائے گا۔

گزرا جو آشیان کا تصور بوقت بند — مژگان چشم دام ہوے خار و خس تمام

قید ہونے کے وقت جو آشیانے کا خیال بندھا تو چشم دام کی مژگان یعنی حلقہائے دام کے الجھے ہوئے تاگون نے فوراً خار و خس کی صورت اختیار کر لی اور ایک آشیانہ بن گیا۔

کرتے نہ بابے ضعف سے شور جنون اسد — اگلی بہار کا یونہی گزرا ہے بس تمام

اے اسد ضعف نے اتنا بے بس اور اتنا عاجز کر دیا کہ ہم ہو حق مستانہ بھی نہ کر سکے اور جنون کے شور سے بھی باز رہے اگلی بہار کا پورا سال یونہی گزر گیا۔

ردیف (ن)

خوش وحشتے کہ عرض جنون فنا کرون — جون گرد راہ جامہ ہستی قبا کرون

وہ وحشت بڑی اچھی جس کے ذریعہ سے یا جس کی وجہ سے مین اپنے جنون فنا کا اظہار کر سکون اور جیسے کہ گرد راہ نے جامہ ہستی کو چاک کر دیا ہے اسی طرح سے مین بھی قبائے ہستی کو تار تار کر دون۔

گر بعد مرگ وحشت دل کا گلا کرون — موج غبار سے پر یک دشت وا کرون

اگر کہین مین مرنے کے بعد اپنی وحشت دل کا گلہ کرنے پر آؤن تو اپنی موج غبار اور اپنے غبار قبر سے ایک دشت کے پر لگا دون یعنی کہین بعد مرگ وحشت کا شکوہ بھی کرون تو تختہ دشت کو زیر و زبر کر دون اور جنگل کے جنگل کو لے اڑون۔

آ اے بہار ناز کہ تیرے خرام سے — دستار گرد شاخ گل نقش پا کرون

محبوب سے خطاب کر کے کہا ہے کہ آ اے بہار ناز خدا کے لئے آ۔ کہ تیرے آتے ہی مین اپنی دستار کو شاخ گل نقش پا پر فدا کر دون اور اس کی گرد بنا دون یا اسکے اوپر نثار اور اس کی نذر کر دون۔

خوش افتادگی کہ بہ صحرائے انتظار — جون جادہ گرد رہ سے نگہ سرمہ سا کرون

ہائے وہ افتادگی کتنی اچھی ہے کہ انتظار کے جنگل مین مین جادہ کی مانند پڑا ہون اور اپنی آنکھ مین گرد راہ کا سرمہ لگایا کرون۔ حاصل یہ ہے کہ انتظار یار مین رہنا کتنا اچھا ہے۔

صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیر چاک — درد اور یہ کمین کہ رہ نالہ وا کرون

صبر کا یہ ارادہ ہو کہ دل کو اسیر چاک زخم بنا دون اور وہ اس سے کہین نہ نکلے